SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, March 22, 2010

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at thirty minutes past four in the evening with Mr. Acting Chairman (Mr. Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُبِاللهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

بسمِ ٱللهِ ٱلرَّحمٰنِ ٱلرَّحِیْمِ۔

وَلِلَّهِ جُنُودُ ٱلسَّمَـٰوَاتِ وَٱلْأَرْضِ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا۔ إِنَّآ أَرْسَلْنَـٰكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا۔ لِّتُؤْمِنُوا۟ بِٱللَّهِ

وَرَسُولِهِۦ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلاً ۔ إِنَّ ٱلَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ ٱللَّهَ يَدُ ٱللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ۚ

فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِۦ ۖ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَـٰهَدَ عَلَيْهُ ٱللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۔

ترجمہ: اور آسمانوں اور زمین کے لشکر اللہ ہی کے ہیں ۔اور اللہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔ (اور) ہم نے (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تم کو حق ظاہر کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا اور خوف دلانے والا (بنا کر) بھیجا ہے۔ تا کہ (مسلمانو) تم لوگ اللہ پر اور اس کے پیغمبر پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کو بزرگ سمجھو۔ اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہو۔ جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ پھر جو عہد کو توڑے تو عہد توڑنے کا نقصان اسی کو ہے اور جو اس بات کو جس کا اس نے اللہ سے عہد کیا ہے پورا کرے تو وہ اسے عنقریب اجر عظیم دے گا۔

(سورۃ الفتح آیات ۷ تا ۱۰)

Leave of Absence

جناب قائم مقام چیئرمین: Leave applications لے لیتے ہیں، چھٹیاں منظور ہو جائیں کیونکہ پھر بعد میں سب کے معاشی مسئلے ہو جاتے ہیں۔

نوابزادہ محمد اکبر مگسی صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 19 مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ خود بھی اپنی منظوری کے لیے نہیں بول رہے، ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ جناب محمد جہانگیر بدر صاحب ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ 19مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: حاجی غلام علی صاحب نے ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے مورخہ 19 تا 28مارچ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ پتا نہیں 28 مارچ تک اجلاس چلے گا بھی یا نہیں ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: محترمہ فرح عاقل صاحبہ 19مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں، اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈاکٹر کھٹومل صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 19مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: محترمہ فرحت عباس صاحبہ نے 22مارچ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: مولانا عطاالرحمٰن صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ بعض مصروفیات کی بنا پر مورخہ 19 سے 26 مارچ تک اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ میرا خیال ہے by-election میں busy ہیں۔ جی مولانا شیرانی صاحب۔

سینیٹر مولانا محمد خان شیرانی: شکریہ جناب چیئرمین۔ جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ جس عمل کو انسداد دہشت گردی سے تعبیر کیا جاتا ہے، وہی عمل فروغ دہشت گردی کا ذریعہ بنتا ہے اور جتنے بھی operations مالاکنڈ، وزیرستان اور فاٹا میں ہوئے ہیں، اگر آپ ان operations سے پہلے کی اور آج کی حالت کا موازنہ کریں تو پھر جو عمل انسداد کے لیے تھا وہی فروغ کا ذریعہ بنا۔ یہاں اصطلاحات خوبصورت استعمال ہوتی ہیں لیکن مقاصد اس کے الٹ ہوتے ہیں۔ کبھی جہاد کے مقدس نام سے فساد لیا جاتا ہے، کبھی انسداد دہشت گردی کے خوبصورت نام سے فروغ دہشت گردی کی جاتی ہے، کبھی امن کے نام سے خانہ جنگی پیدا کی جاتی ہے اور اس کے نتیجے میں مساجد اور مدارس مسمار ہوتے ہیں، علما قتل ہوتے ہیں، علما کو اٹھایا جاتا ہے۔ ہم باوجود کہ حکومت کا حصہ ہیں، ہمارے ساتھیوں نے اس سلسلے میں بار بار مقامی، صوبائی اور مرکز کی سطح پر رابطے کیے ہیں، ان کو ان حالات سے آگاہ بھی کیا ہے کہ ہمارے جو ساتھی اٹھائے جاتے ہیں، ان کو عدالت کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور نہ ان کے بارے میں کوئی معلومات فراہم کی جاتی ہیں، ان کو غائب کیا جاتا ہے۔ پتا نہیں یہ طریقہ دہشت گردی ہے یا اس کو عدالت کہتے ہیں۔ اگر یہ عدالت ہے تو پھر دہشت گردی کس بلا کا نام ہو گا اور اگر یہ دہشت گردی ہے تو پھر حکومت کس بلا کا نام ہے۔ اس لیے ہم نے اپنی ذمہ دار فیڈرل حکومت سے ہمیشہ گزارش کی ہے کہ اس مسئلے پر ایک سنجیدہ غور ہو کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔

مثال کے طور پر تقریباً تین سو کے قریب صوبہ سرحد کے علما غائب کیے گئے ہیں بلکہ تحسین القرآن کا ایک مدرس دن دیہاڑے اٹھایا گیا ہے لیکن ابھی تک اس کو نہ عدالت میں پیش کیا گیا ہے اور نہ اس کے بارے میں کوئی معلومات ہیں۔ مساجد مسمار ہوئی ہیں۔ وزیرستان میں لوگوں سے کہا گیا کہ تم علاقہ خالی کر دو اور جو لڑنے والے ہیں ہم ان سے نپٹتے ہیں۔ ان سے تو علاقہ خالی کروا لیا، ان کے گھر مسمار کر دیے، اب پھر ان سے کہتے ہیں کہ جاؤ تم علاقے کی ذمہ داری لو، تو پھر ذمہ داری تو اس صورت میں لی جا سکے گی کہ جو لڑنے والے ہیں، چاہے حکومت کے لڑنے والے ہیں، یا چاہے اپوزیشن کے لڑنے والے ہیں، وہ دونوں نکل جائیں، اور پھر کہتے ہیں کہ ہم نے یہ کیا ہے، ہم نے وہ کیا ہے۔ میں آپ کی وساطت

سے حکومت کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ جتنے بھی operations ہوئے ہیں اس میں جتنے بھی لڑنے والے انہوں نے گرفتار کیے ہیں یا ان کو قتل کیا ہے، ان کی ایک فہرست ہمیں پیش کریں کہ وہ کتنے لوگ ہیں۔ ہمیں سمجھ میں نہیں آتی کہ نہ کوئی قتل ہوتا ہے، نہ کوئی گرفتار ہوتا ہے اور علاقہ صاف ہو جاتا ہے، وہ کہاں چلے جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین! آپ خود بھی بلوچستان کے ہیں اور آپ کو پتا ہے کہ وہاں پر bomb blast ہوتے ہیں، جب بندہ پکڑا جاتا ہے تو پھر ٹیلیفون آتا ہے کہ ہمارا بندہ ہے۔ کیا ہماری ایجنسیاں اور ہماری forces صرف bomb blast کرنے کے لیے ہیں، جب target killing ہوتی ہے اور لوگوں کو پکڑا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ ہمارا بندہ ہے۔ آج کا تازہ واقعہ آپ کو معلوم ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اچھا ہوا آپ نے ذکر کیا میں اس کی تعزیت بھی آپ کے ذریعے کرانا چاہتا تھا۔ فضل باری صاحب جو Educationist تھے ان کو آج کوئٹہ میں قتل کردیا گیا ہے۔

سینیٹر مولانا محمد خان شیرانی: وہ تو آپ کو پتا ہے کہ بندے رنگے ہاتھوں پکڑے جاتے ہیں اور پھر ٹیلیفون آتا ہے کہ یہ ہمارے بندے ہیں ان کو چھوڑ دو تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ جو بھی ذمہ دار ہے وہ جواب دے۔ اب مرکزی قوتیں چاہے جمہوری حکومت ہو، چاہے جو مرکزی فورسز ہیں وہ ہوں وہ بجائے اس کے کہ وہ ہماری معاونت کے لئے ہوں وہ تو ہم میں انتشار ڈلوانے کے لئے ہیں۔ ہمارے ساتھ محاذ آرائی اختیار کرنے کا راستہ لے لیتے ہیں۔ مثلاً پچھلے دنوں سترہ تاریخ کو بلوچستان کی اسمبلی میں متفقہ قرارداد پیش کی گئی تھی اور اس کو Orders of the Day پر لایا گیا تھا اور اس میں یہ تھا کہ مسئلے کا حل وہ نہیں جو Establishment چاہتی ہے کہ ہمارے تابع مرضی غلام بنو۔ نہ مسئلے کا حل وہ ہے جو لڑنے والے چاہتے ہیں کہ ملک کو تقسیم کرو بلکہ مناسب اور درمیان کا حل ہے کہ صرف مرکز کے پاس چار محکمے رہیں جن میں دفاع، خزانہ، خارجہ امور اور مواصلات باقی تمام صوبوں کو اپنی قانون سازی کے بارے میں، اپنے مالی وسائل کے بارے میں، اپنے ساحل کے بارے میں، اپنی معدنیات کے بارے میں ان کی ملکیت کو تسلیم کرو جو دنیا جہاں کے بین الاقوامی مسلمہ اصول ہیں لیکن مرکز سے مداخلت ہوئی دباؤ ڈالا گیا اور اس کو نظام کار سے نکالا گیا حتیٰ کہ بعض ارکان اسمبلی اس کے لئے مجبور ہوئے کہ وہ ہاؤس میں بیٹھے رہیں اور پھر خود کسی کو سپیکر کی کرسی پر بٹھا کر وہ قرارداد پڑھ کر سنا دیں۔ تو کیا مرکزی یا جو ہماری دوسری حکومتیں ہیں یا قوتیں ہیں انتشار ڈلوانے کے لئے ہیں یا اتفاق لانے کے لئے ہیں؟ پھر جو ہماری

یہاں کی forces ہیں اب بجائے اس کے کہ وہ منتخب نمائندوں کے اور منتخب حکومت کے معاون بنیں وہ اس کے ساتھ عداوت کا راستہ اختیار کرلیتے ہیں۔ ابھی ہمارے جو سینیر وزیر ہیں مولانا عبدالواسع صاحب اس کی سرکاری گاڑی کو خواجہ عمران میں انہوں نے پکڑا، اس کا بھائی اور بیٹا اس گاڑی میں سوار تھے ان کو اتارا اور گاڑی کو مسلم باغ کے ایف سی کے تھانے میں کھڑا کیا گیا ہے جو ابھی تک وہاں ہے۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ معاونت والا راستہ ہے یا عداوت والا راستہ ہے۔ کہتے تو یہ ہیں کہ آغاز حقوق بلوچستان تو یہ آغاز حقوق بلوچستان کہا جائے گا یا ہمارے وزیراعلیٰ کے بقول یہ آغاز استحصال بلوچستان ہوگا۔ ایک جگہ سے اگر ایف سی اپنا بیریئر اٹھاتی ہے تو دوسری پانچ جگہوں پر لگالیتی ہے یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہوا۔ لہٰذا جب تک حکومت ان تمام سنجیدہ مسائل پر بات نہیں کرتی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ جنگ مصنوعی ہے، حقیقی جنگ کوئی نہیں ہے۔ ہم سے منوایا جاتا ہے کہ یہ دہشت گردی ہمارا مسئلہ ہے اور ہم اس کو مان چکے ہیں لیکن اب تو جان چھوڑ دیں لیکن جان پھر بھی چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اگر ملک ہی توڑنا ہے تو پھر سوویت یونین بھی آرام سے ٹوٹ گیا تھا تو ہم آپس میں بیٹھ کر اس پر فیصلہ کر لیں کہ یہ کرنا ہے جو بھی کہنا چاہتے ہیں لیکن ہم سے بیٹھ کر بات کریں ہم اس چیز کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ کیری لوگر بل میں ایک فنڈ منظور کیا گیا ہے اور اس فنڈ کا نام پاکستان میں خانہ جنگی کے انسداد کے لئے فنڈ ہے۔ تو انسداد خانہ جنگی تو خانہ جنگی کے پیدا ہونے کے بعد ہوگا۔ اب یہ جو امن کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں اور امن جرگے کے لئے لوگوں کو بلایا جاتا ہے اور امن لشکر بنائے جاتے ہیں تو یہ امن کے لئے ہیں یا جنگ کے لئے ہیں؟ ہم ان تمام سنجیدہ مسائل پر جو فاٹا کے ہیں، جو وزیرستان کے ہیں ان پر بات کریں گے۔ اب محسود قبائل سے پہلے کہا گیا کہ تم اپنے گھروں کو چھوڑ دو تاکہ ہم لڑنے والوں سے نمٹ لیں۔ اب ان کو کہتے ہیں کہ پندرہ اپریل تک تم نے واپس آنا ہے۔ ان کے گھر مسمار ہو چکے ہیں، مساجد مسمار ہوئی ہیں، مدارس مسمار ہوئے ہیں اور پھر یہ کہ لڑنے والے گئے کہاں؟ اگر گرفتار ہیں تو وہ فہرست پیش کی جائے، اگر قتل ہوئے ہیں تو ان کی فہرست پیش کی جائے تو یہ کیا طریقہ ہے کہ لڑوائیں بھی، چھپائیں بھی، گرفتار بھی کروائیں، قتل بھی کروائیں تو یہ کیا طریقہ ہے۔ اس لئے ہم یہی گزارش کرتے ہیں اور ہماری حکومت سے یہ درخواست ہے کہ جو key posts پر یہاں بیٹھے ہوئے حضرات ہیں ہم سے ان موضوعات پر کھل کر بات کریں۔ کرائے پر انسانوں کا خون بہانا اور اس ملک کو انسانوں کے خون کے کرائے سے چلانا یہ کوئی مناسب بات یا طریقہ نہیں ہے۔ لہٰذا جب تک ہمارے ساتھ ان سنجیدہ موضوعات پر حکومت کی Key Posts پر براجمان حضرات ایک سنجیدہ غور نہیں کریں

گے ہم اس وقت تک حکومت کے قانون سازی کے عمل میں حصہ نہیں لیں گے اور آج بھی ہم اسی بنیاد پر واک آؤٹ کریں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مولانا شیرانی صاحب !جانے سے پہلے دعائے مغفرت فضل باری صاحب کی کرلیں۔ مہربانی ہوگی۔

(فاتحہ پڑھی گئی)

(اس موقع پر جے یو آئی (ف) کے اراکین نے واک آؤٹ کیا)

Mr. Acting Chairman: We may now take up Item No.2 regarding further consideration of the following motion moved by Ms. Hina Rabbani Khar, Minister of State for Finance and Economic Affairs, on 19th March, 2010.

> " That the Bill to provide for prevention of money laundering [The Anti-Money Laundering Bill,2010), as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once."

If anybody else.... I think nobody wants to. کچھ تقاریر بھی ہو گئی ہیں

> "It has been moved that the Bill to provide for prevention of money laundering [The Anti-Money Laundering Bill, 2010], as reported by the Standing Committee be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بائیکاٹ کرکے واپس آگئے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جی ہاں۔آپ گنتی کریں اگر کورم پورا نہیں ہے تو آئینی طور پر یہ اجلاس نہیں ہوسکتا اور آپ غیر آئینی اجلاس چلارہے ہیں۔آپ مہربانی کرکے گنتی کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں آپ واک آؤٹ میں ہیں یا نہیں ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: میں ابھی ایوان میں ہوں۔ جب تک آپ گنتی نہیں کراتے اس وقت تک اجلاس نہیں چلاسکتے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اچھا جی۔ وہ آپ کی بات صحیح ہے۔ لیکن آپ باہر بھی جاتے ہیں اور اندر بھی آتے ہیں کس کیفیت میں ہیں یہ نہیں پتا چل رہا۔ چلیں گھنٹی بجادیں۔ کورم پورا نہیں ہے گھنٹیاں بجاتے ہیں یا وہ پی آئی اے کے کیپٹن والا گانا گائیں۔ گھنٹیاں بجائیں جی قانون تو یہی کہتا ہے۔

(اس موقع پر گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام چیئرمین: جب گھنٹیاں بند ہو جائیں گی then I will give my ruling. Please put off the bells. As we are short of quorum, we adjourn the House for half an hour. اس عرصے میں نماز بھی پڑھ لیں۔ جو Members آئینی کمیٹی میں موجود ہیں please ان سے رابطہ کریں۔

At 5:30, we will get together.

(The House was adjourned due to shortage of quorum, for 30 minutes)

(وقفہ کے بعد اجلاس زیر صدارت قائم مقام چیئرمین جناب جان محمد خان جمالی دوبارہ شروع ہوا)

Consideration of Anti – Money Laundering Bill 2010

Mr. Acting Chairman: It has been moved that the Bill to provide for prevention of money laundering [The anti-Money Laundering Bill, 2010], as reported by the Standing Committee be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: We may now take up second reading of the Bill, clause by clause consideration of the Bill now. Clause 1 to 7 as there is no amendment.

اگر mover نہیں ہیں تو میں call کرتا جاتا ہوں۔

There is an amendment in the name of Senator Mr. Wasim Sajjad in Clause−2, please move the amendment. We drop the amendment, as Mr. Wasim Sajjad is not present in the House.

The question is that Clause−2 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: Clause−2 stands part of the Bill. There is an amendment in Clause−3 by Senator Wasim Sajjad. I think he is not present. The question is that Clause−3 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: Clause−3 stands part of the Bill. Clause−4, the question is that Clause−4 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: Clause−4 stands part of the Bill. Clause−5, the question is that Clasue−5 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: There is an amendment in the name of Senator Mr. Wasim Sajjad in Clause−6, but he is not here. The question is that Clause 6 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: The motion is carried. There is an amendment in Clause 7 again in the name of Senator Wasim Sajjad but he is not present. The question is that Clause 7 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: The motion is carried. There are no amendments in Clauses 8 to 11, therefore, I put these Clauses

together as one question before the House. The question is that Clauses 8 to 11 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: The motion is carried. There is an amendment in the name of Senator Wasim Sajjad in Clause 12. He is not present. The question is that Clause 12 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: Clause 12 stands part of the Bill. There are no amendments from Clauses 13 to 25, therefore, I put these clauses together as one question before the House. The question is that Clauses 13 to 25 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: The motion is carried. Clause 13 to 15 stand part of the Bill. There is an amendment in the name of Senator Wasim Sajjad in Clause 26. He is not present. The question is that Clause 26 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: The motion is carried. Clause 26 stands part of the Bill. There are no amendments in Clauses 27 to 41, therefore, I put these Clauses together as one question before the House. The question is that Clauses 27 to 41 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: Clause 27 to 41 stand part of the Bill. There is an amendment in the name of Senator Wasim Sajjad in Clause 42. He is not present. The question is that Clause 42 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: The motion is carried. Clause 42 stand part of the Bill. Clauses 43 to 46 and the Schedule, there is no amendments in Clauses 43 to 46 and the Schedule, therefore, I put these Clauses together as one question before the House. The question is that Clauses 43 to 46 and the Schedule do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: The motion is carried. Clause 43 to46 and Schedule stand part ot the Bill. We may now take up Clause 1, the Preamble and the Title of the Bill. The question is that Clause 1, the Preamble and the Title do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: The motion is carried. Clause 1 the Preamble and the Title stand part of the Bill. Madam! now please move Item No.3.

Ms. Hina Rabbani Khar: Thank you Mr. Chairman. I beg to move that the Bill to provide for prevention of money laundering [The Anti−money Laundering Bill, 2010], be passed.

Mr. Acting Chairman: It has been moved that the Bill to provide for prevention of money laundering [The Anti−Money Laundering Bill, 2010], be passed.

(The motion was carried).

Mr. Acting Chairman: The motion is carried and the Bill stands passed unanimously. Congratulations. I think, we should come down to points of orders now. Madam Gulshan Saeed, on a point of order.

سینیٹر گلشن سعید: جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ بلوچستان کے اس مسئلے کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ وہاں پر تین، چار روز سے daily target killing ہو رہی ہے۔ جناب والا! میں

سمجھتی ہوں کہ وہاں پنجابیوں اور Urdu speaking لوگوں کو قتل کیا جا رہا ہے اور اس ایوان میں اتنے ہمارے بلوچی بھائی تشریف رکھتے ہیں لیکن اس بات پر آج تک کسی نے walk out نہیں کیا کہ ہم بھی اس بات پر احتجاج کرتے ہیں۔ جناب والا! آج ایک پروفیسر صاحب وہاں پر مارے گئے ہیں، ان کے اسکول اور کالج کے لڑکوں نے باہر نکل کر احتجاج کیا ہے اور اب یہ daily exercise بن گئی ہے۔ ہماری حکومت میں وہاں ایک بندہ بھی target killing میں نہیں مرا تھا لیکن اب وہاں پر یہ کام daily ہو رہا ہے، بم دھماکوں کے ساتھ ساتھ target killing بھی جاری ہے۔ کل بھی تین، چار لوگ مارے گئے ہیں، پرسوں بھی مارے گئے ہیں اور آج بھی مارے گئے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہاں پر جتنے بلوچستان کے لوگ ہیں ان کو اس بات پر احتجاج کرنا چاہیے اور آپ کو بھی اس کا نوٹس لینا چاہیے اور وزیر اعلیٰ تک یہ بات پہنچانی چاہیے کہ جو لوگ target killing کر رہے ہیں ابھی تک ان پر ہاتھ نہیں ڈالا گیا اور یہ ان پر ہاتھ نہ ڈالنے کی وجہ سے ہی ہے کہ daily دو، چار لوگوں کو مارتے ہیں، professors, doctors, engineers کو جو پڑھے لکھے لوگ ہیں، جنہوں نے بلوچستان میں تعلیم دی ہے اور وہاں کے بچوں کو پڑھایا ہے یہ سوچ کر کہ یہ پاکستان کے بچے ہیں۔ آج میں اس بات پر بہت سخت احتجاج کرتی ہوں اور میں نے کبھی بھی یہاں صوبائیت کی یا لسانی بات نہیں کی مگر یہاں سے کبھی کسی نے یہ اٹھ کر نہیں کہا کہ کیوں مارا جا رہا ہے۔ جو لوگ وہاں پر پچاس، ساٹھ اور سو سال سے رہ رہے ہیں ان کا بھی اتنا ہی حق ہے اگر اس طرح دوسرے صوبوں میں ہم بلوچوں اور پٹھانوں کو اس طرح target کرنے لگیں تو ان کو کیسا لگے گا۔ یہ بہت ہی غلط بات ہے۔ جناب والا! میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ آپ رولنگ دیں اور وہاں کے جو وزیر اعلیٰ ہیں اور آئی جی بلوچستان ہیں ان کو کہیں کہ وہ مجرموں کو پکڑ کر سزا دیں اور جہاں پر دھماکے ہو رہے ہیں وہاں پر ان کو لٹکایا جائے۔ جناب والا! آج بھی تین اشخاص میں سے ایک فوت ہو گیا ہے اور دو شدید زخمی ہوئے ہیں۔ اس کے بعد پروفیسر صاحب کو مارا گیا ہے اور پرسوں بھی پنجاب کے جو تین پڑھے لکھے لوگ تھے ان کو مارا گیا۔ وہاں پر یا تو لوگوں کو اٹھا کر لے جایا جاتا ہے یا مار دیا جاتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ آپ کو اس پر رولنگ دینی چاہیے اور میری اپنے ساتھیوں سے استدعا ہے کہ ہمیں اس بات پر token walk out کرنا چاہیے۔ سب لوگ walk out کریں اور میں دیکھتی ہوں کہ بلوچستان کے لوگ ہمارے ساتھ چلتے ہیں یا نہیں۔ یہ پاکستان سب کا ہے اور پاکستان کے لیے ہم سب کو walk out کرنا چاہیے۔

(اس کے بعد کافی تعداد میں اراکین واک آؤٹ کر گئے)

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر گلشن سعید صاحبہ نے صحیح بات کی ہے۔ انسانی جان جہاں بھی ضائع ہو، بری بات ہے۔ بخاری صاحب! رحمٰن ملک صاحب کو کہیں کہ ۲۴ مارچ کو آ کر وہ ایوان کو confidence میں لیں کہ اس مسئلے کا کوئی تدارک بھی ہے یا نہیں کیونکہ یہ مسئلہ بہت serious ہو گیا ہے۔ یہ سب کے لیے مسئلہ ہو گیا ہے، کوئی بھی شریف آدمی محفوظ نہیں ہے۔ اب واک آؤٹ کرنے والے حضرات کو واپس لے آئیں۔ زاہد صاحب۔

(اس مرحلے پر اراکین واک آؤٹ ختم کرکے واپس آ گئے)

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب والا! ہم لوگوں نے پرسوں اس لیے واک آؤٹ کیا تھا کہ کوئی وزیر موجود نہیں تھا۔ آج بھی وہی صورت حال ہے ۔ میں جو point of order raise کر رہا ہوں وہ law and order situation سے متعلق ہے لہذا وزیر داخلہ کو یہاں موجود ہونا چاہیے کہ وہ جواب دیں ۔ اس دن ایسا ہوا تھا کہ پنجاب میں جب بھی کوئی واقعہ ہوتا ہے تو سب سے پہلے پختونوں کو پکڑتے ہیں ۔ انہیں اندھا دھند اٹھا کر تھانوں اور جیلوں میں ڈالتے ہیں ، یہ بھی نہیں دیکھا جاتا کہ وہ قصوروار ہیں یا نہیں لیکن اگر بدبختی سے یہی ہوا کہ جو طالبان بنے ہیں وہ طالبان کو پتا بھی نہیں ہوتا ہے، وہ اپنا نام کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ ہم نے یہ کیا ہے۔ یہ چیزیں صرف پنجاب میں نہیں ہیں۔ تو اس میں صرف ہمارے خلاف کارروائی ہوتی ہے۔ آپ نے کبھی غور کیا ہے کہ سوات، مالاکنڈ ڈویژن یا اورکزئی ایجنسی میں اس وقت کتنے پنجابی طالبان موجود ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سارے پشتون دہشت گرد ہیں۔ خدارا! ہمیں ذرا یہ بتا دیں کہ جب بھی کوئی مسئلہ ہوتا ہے تو ساری کارروائی پشتونوں کے خلاف ہوتی ہے۔ چاہے وہ 35 ,30 سال سے پنجاب میں رہتے ہیں ان کو بھی اٹھا کر کال کوٹھڑیوں میں ڈالتے ہیں۔ یہ ناانصافی نہیں ہونی چاہیے۔ پھر لوگ کیا کرتے ہیں۔ پھر وہ جاتے ہیں اور دہشت گردوں کے ساتھ ملتے ہیں اور بندوق اٹھاتے ہیں۔ تو آپ کیوں ایسا کرنا چاہتے ہیں۔ مہربانی کریں۔ جس طرح سے میری بہن نے کہا۔ بلوچستان کو دیکھو۔ وہاں روز killings ہوتی ہیں۔ آج بچوں کے ساتھ روڈ پر پولیس نے جو سلوک کیا ہے۔ پرنسپل کو مارا گیا وہ تو الگ بات ہے۔ اگر آپ TV کو دیکھتے ہیں جو سین نظر آ رہے تھے۔ جب بچوں کو پولیس والے ٹھڈے مار رہے تھے اور فٹ بال کی طرح مار رہے تھے۔ ادھر سے بچوں کو اٹھا کر ادھر پھینک دیتے۔ یہ لاوارث ملک ہے، اس میں کوئی قانون نہیں ہے۔ کوئی پوچھ گچھ نہیں ہے۔ کسی سے پوچھا نہیں جاتا ہے کہ یہ ناانصافی کیوں ہو رہی ہے۔ اگر ریڑھی والے کو پکڑتے ہیں

تو اس کے ساتھ تو وہ حشر کیا جاتا ہے۔ یہ لاقانونیت کی طرف جا رہے ہیں اور حکومت جا رہی ہے، سٹیٹ جا رہی ہے۔ وہ تو چھوڑ دیں کہ عوام کیا کرتے ہیں؟ اگر سٹیٹ ایسے کام کرے تو پھر اس ملک کا کیا بنے گا؟ جناب! ان کو کہیں کہ وزیر داخلہ صاحب آجائیں۔ وہ ہمیں بتائیں کہ اس نے کسی سے کیا پوچھا ہے اور جو صورت حال ہے وہ کس حد تک جا رہی ہے اور جو سٹیٹ دہشت گردی شروع ہوئی ہے یہ کب رکے گی اور کیسے رکے گی؟

جناب قائم مقام چیئرمین: جی گلشن سعید صاحبہ۔

سینیٹر گلشن سعید: زاہد خان صاحب صحیح کہہ رہے ہیں۔ میں ویسے لاہور میں رہتی ہوں تو میں نے وہاں پر دیکھا ہے کہ 10, 15 ہزار پٹھان وہاں 40,50 سال سے رہتے ہیں اور بڑے آرام سے رہ رہے ہیں۔ یہ پنجابی لوگ ہیں جو کسی کو نکالتے نہیں ہیں۔ اگر کوئی واقعہ ہو جاتا ہے اور کسی کو شک کی بنا پر پکڑا ہو تو ضرور یہ صحیح کہتے ہوں گے مگر بات یہ ہے کہ بات پٹھانوں، بلوچوں، پنجابیوں اور سندھیوں کی نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ پاکستان سب کا ہے۔ جو جہاں چاہے رہ سکتا ہے۔ کسی کو حق نہیں ہے کہ اس کو صوبے سے نکال دیں۔ کراچی جا کر رہیں، پنجاب میں رہیں یا بلوچستان میں رہیں یا سندھ میں رہیں۔ کسی کو حق نہیں پہنچتا یہ بات کرنے کا کہ بھئی یہ پنجاب ہے اور آپ وہاں چلے جائیں۔ یہ سینیٹ کس لئے بنا ہے؟ ایوان بالا میں اس لئے سب برابر ہیں کہ چاروں صوبے آپس میں محبت پھیلائیں اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت سے رہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ یہ احتجاج کریں۔ پٹھان پر کوئی انگلی اٹھائے گا تو میں سب سے پہلے آ کر احتجاج کروں گی۔ اگر کوئی سندھیوں کے ساتھ بات کرے گا تو اس پر بھی میں احتجاج کروں گی۔ اگر اس طرح کی باتیں ہوں گی تو پھر پاکستان قائم نہیں رہ سکتا۔ گورنمنٹ کی پہلی ذمہ داری ہے لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کرنا۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس بات کا نوٹس لینا چاہیے۔ آپ وزیر داخلہ صاحب کو بھی بلوائیں اور ان کو بتائیں کہ جا کر کوئٹہ میں بھی تھوڑے دن گزاریں اور وہاں پر دیکھیں۔ کراچی میں اتنی target killings ہوئی ہیں۔ یہ کتنی غلط بات ہے۔ اس پر ہم احتجاج کرتے رہے۔ تو آج میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ بالکل ہو سکتا ہے کہ اس طرح کے واقعات ہوئے ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ پاکستان سب کا ہے۔ پاکستان سب کے لئے بنا ہے۔ کوئی بھی زبان ہو اور کسی بھی صوبے کا رہنے والا ہو، جہاں اس کا دل چاہے وہ جا کر رہے۔ یہ بات غلط ہے۔ ہم سب کو چاہیے کہ اس بات کو یہاں پر ختم کر دیں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: الیاس بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب چیئرمین! میں یہ بات دعوے سے کہتا ہوں کہ ہمارے پشتونخوا میں کبھی کسی آدمی کو پنجابی، مہاجر یا بلوچی کہہ کر تھپڑ تک نہیں مارا گیا۔ جس وقت لیاقت باغ میں ہمیں مارا گیا تھا اس وقت بھی ولی خان مرحوم کو اللہ تعالیٰ جنت نصیب کرے، لوگوں نے اس سے کہا تھا کہ پشاور میں پنجابی پروفیسرز ہیں۔ تو اس نے کہا تھا کہ وہ میرے بھائی ہیں۔ جو میری زمین کو accept کرتا ہے، جو میری مٹی کو accept کرتا ہے وہ میرا بھائی ہے، وہ میرے ساتھ اتنا پٹھان ہے جتنا میں پٹھان ہوں۔ جناب! میں یہ دعوے سے کہتا ہوں لیکن ہمارے ساتھ بد قسمتی سے ہر جگہ پر ایسا ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نیر بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ زاہد خان صاحب نے جس issue کی نشان دہی کی ہے تو وہ ایک صوبائی مسئلہ ہے۔

Advisor to the Prime Minister on Political Affairs is present in the House. Certainly we will take up this issue with the Provincial Government and we will get the report from them and we will ensure the presence of the Interior Minister on 24th of March to make a reply to all these issues which are concerned.

ایسی صورت حال نہیں ہے but we are hopeful کہ کچھ apprehensions یا کچھ اندیشے ہیں ان اندیشوں کو دور کرنا صوبائی حکومت کا کام ہے اور وفاقی حکومت بھی اس میں اپنا کردار ادا کرے گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نیر بخاری صاحب، please take your seat.

لیکن جس طریقے سے آج کوئٹہ میں پولیس reaction تھا اور بچوں کو مار رہے تھے۔ اس پر بھی یہ ہاؤس نوٹس لیتا ہے اور اس پر بھی جواب طلبی کریں ان افسروں کی جن کے تحت یہ فورس تھی۔ وہ ایک disciplined force ہے، ان کا یہ کام نہیں ہے۔ یہ اسکول کے بچے تھے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: اس پر جناب چیئرمین! صوبائی حکومت سے یہ matter take up کیا جائے گا اور جو لوگ responsible ہوئے اس قسم کی activities کے لیے they will be taken to the task.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Abdul Hasseb Khan.

سینیٹر عبدالحسیب خان: بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! ابھی جتنی باتیں ہو رہی ہیں۔ میں آپ کو اس ہاؤس کو اس بات کا یقین دلانا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں بلوچستان کے لوگ ہوں، سندھ کے ہوں، پنجاب کے ہوں یا صوبہ سرحد کے ہوں، 98% لوگوں میں آج بھی محبت ہے۔ مسئلہ صرف یہ ہے کہ قائد اعظم محمد جناح نے 21 مارچ 1948 کو ڈھاکا کے جلسہ عام میں جو بات کہی تھی اس پر عمل نہیں کیا جا رہا ہے۔ وہ دو فیصد لوگ ہیں جو آپس میں ان معصوموں کو لڑا رہے ہیں۔ یہ نفرتیں چاروں صوبوں میں نہیں ہیں۔ یہاں نہ تو کوئی پنجابی ہے، نہ کوئی سندھی ہے اور نہ کوئی مہاجر ہے۔ یہ قائد نے کہا تھا۔ خدا کے واسطے جو قائد نے کہا ہے اس کو کم از کم مان لو اور 98% لوگوں کی جان چھوڑ دو۔ یہ دو فیصد لوگ جو ہوتے ہیں جو سازش کر کے یہ کام کرتے ہیں اور پورے ملک کو بدنام کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ عبدالغفار قریشی صاحب۔ اس کے بعد میڈم کلثوم اور پھر مشاہد اللہ صاحب۔

سینیٹر عبدالغفار قریشی: جناب چیئرمین! میں حکومت کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ صوبہ سندھ میں اس مرتبہ مارچ کے مہینے میں تاریخ کی بد ترین گرمی پڑ رہی ہے اور تاریخ کی بد ترین لوڈشیڈنگ بھی اس وقت ہمارے سامنے موجود ہے جبکہ اس کے بالکل برعکس ہماری حکومت نے رینٹل پاور کی مد میں کروڑوں اور اربوں روپے لگانے کا فیصلہ کیا ہے جبکہ میں نے پہلے بھی اس بات کی نشان دہی کی تھی اور آج بھی اخبارات کے front page پر اس بات کی نشان دہی ہے کہ ہمارے پڑوسی ملک ایران نے پاکستان کو چھ اور سات سینٹ پر بجلی دینے کا عندیہ دیا ہے مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے یہاں تک کہا ہے کہ ہم نے بارہا حکومت سے رابطہ کیا مگر حکومت پاکستان کی طرف سے ہمیں مثبت جواب نہیں دیا جا رہا ہے۔ جبکہ میں تعجب میں ہوں کہ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر اس ضمن کے اندر حکومت کو کوئی مالی مدد کی ضرورت ہے تو وہ اس میں اس کا ہاتھ بٹانے کو تیار ہیں۔

جناب والا! جبکہ ہمارا ملک توانائی کے ایک بہت بڑے بحران سے گزر رہا ہے۔ توانائی کا بحران صرف انسانی جسموں پر ہی نہیں بلکہ ملک کی معاشی ترقی کے اندر بھی ایک اہم کردار ادا کرتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہمارے ملک کے اندر جتنی معاشی بدحالی ہے اس میں زیادہ تر جو کردار

ہے وہ ہماری اس توانائی کی کمی کا کردار ہے۔ تو اس موقع پر میں سمجھتا ہوں کہ اس آفر کو ہمیں دیکھنا چاہیے اور اگر اس پر توجہ نہیں دی جا رہی ہے تو پھر ان لوگوں کا یہ کہنا کہ جن لوگوں نے رینٹل پاور پر اعتراضات کئے ہیں اور انہوں نے یہ بتایا کہ اس کے پیچھے کرپشن کا ایک پہاڑ ہے جو بالکل حقیقت پر مبنی ہے اس لئے کہ جب چھ اور سات سینٹ پر کوئی شخص آفر کر رہا ہے یا کوئی ملک آفر کر رہا ہے اور حکومت وہ نہیں لے رہی ہے تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس سے تین گنا زیادہ پر توانائی حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے تو اس کے کیا اسباب ہیں؟ میں آپ کے توسط سے یہ درخواست کروں گا کہ اس اہم مسئلے پر بھرپور توجہ دی جائے۔ میں Leader of the House سے بھی درخواست کروں گا کہ یہ ایک ایسا اہم مسئلہ ہے جس سے پورا ملک معاشی طور پر بحران کا شکار ہے۔ اس پر وہ اپنے خیالات کا ضرور اظہار فرمائیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بخاری صاحب! سیشن کو نماز مغرب تک چلائیں گے یا نماز مغرب کے بعد بھی چلائیں گے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: مغرب تک چلائیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مغرب تک، میرا خیال ہے کہ آج ہمیں احساس ہو کہ 23 مارچ 1940 کو قرارداد پاکستان منظور ہوئی تھی۔ ہم رحمٰن ملک صاحب کو 24 مارچ کو نمٹ لیں گے۔ جی سعیدہ اقبال صاحبہ، بسم اللہ کریں۔

سینیٹر سعیدہ اقبال: میں فاضل سینیٹر گلشن سعید صاحبہ کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے ایک مخصوص واقعے کی طرف توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ ہماری سینیٹر کلثوم پروین کی رہائش گاہ پر پچھلے دنوں حملہ کیا گیا۔ یہ واقعہ تمام دہشت گردی کے واقعات کے ساتھ ساتھ ایک مخصوص واقعہ ہے کہ ایک خاتون سینیٹر کے گھر کو target کیا گیا اس لیے ہم اس کو strongly condemn کرتے ہیں اور ہم متعلقہ لوگوں سے کہتے ہیں کہ اس پر سخت action لیا جائے اور ہمارے سینیٹرز کے استحقاق کا خیال رکھا جائے۔

Mr. Acting Chairman: The House is with the madam Senator. Yes, madam Kulsoom Parveen sahiba.

سینیٹر کلثوم پروین: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب والا! ایک تو جس طرح House نے اس واقعے کو unanimously condemn کیا ہے، میں تمام ایوان کی شکر گزار ہوں۔ جناب والا! ہم حقیقت میں اس طرف جانا چاہتے ہیں جہاں سے یہ ساری باتیں شروع ہوتی ہیں۔ خضدار کا واقعہ ہوا، اس میں students تھے، وہ ایک day منا رہے تھے۔ وہاں پر طالب علموں پر firing ہوئی اور وہ ہلاک ہوئے، ایسا کیوں ہوا؟ وہ بھی شاید کسی کے بچے تھے، کسی کے بھائی تھے، کسی کے بیٹے تھے۔ کیا اتنے احتجاج کے بعد حکومت نے کوئی inquiry کی؟ اگر کی تو کیا اس inquiry کی کوئی report سامنے آئی کہ کیوں ان طلبہ پر یہ ظلم ہوا؟ دوسری بات، جناب والا! missing persons کے لیے ابھی تک لوگ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہاں ہمیں بتایا جاتا ہے کہ 12000 لوگ، پھر کہتے ہیں 200 لوگ، پھر کہتے ہیں 65 لوگ ہیں۔ خدا کے واسطے ہمیں یہ بتا دیں کہ واقعی اتنے ہی لوگ ہیں۔ اگر کچھ لوگ افغانستان میں بیٹھے ہیں، کچھ قندھار میں بیٹھے ہیں، کچھ کابل میں بیٹھے ہیں اور کچھ ایران میں بیٹھے ہیں، لیکن اس کی detail تو ہوگی۔ اس کے ماں باپ تو ہوں گے، اس کے بہن بھائی تو ہوں گے، اس کا بیٹا تو ہوگا۔ ہم رحمان ملک سے درخواست کرتے ہیں کہ خدارا! یہ تفصیل اس ایوان کے سامنے پیش کریں تاکہ ہم ان لوگوں کے دکھ درد کے ساتھی بن سکیں اور کہہ سکیں کہ بھئی ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اگر ان پر کوئی الزام ہے تو ان کو لائیں اور عدالت میں پیش کریں، ان پر مقدمہ چلائیں، ان کو جیل بھیجیں، مقدمہ کریں، پھانسی دیں، مگر انہیں سامنے لائیں۔ ایسے نہ لے جائیں کہ ان کے ماں باپ اور دوسرے رشتہ دار سالوں ان کو ڈھونڈتے رہیں۔ یہ بھی ظلم کی بات ہے۔

جناب والا! اب ایک اصلاحاتی package آرہا ہے۔ حکومت نے بڑی effort کی ہے NFC Award میں اور اس کام میں بھی میرے خیال میں رضا ربانی کی خدمات کو کوئی deny نہیں کرتا۔ سب سے پہلے آپ نے 5000, 10000, 15000 نوکریوں کا کہا لیکن ابھی تک میں تو ایک چپڑاسی نہیں لگوا سکی باقی کی میں کیا بات کروں۔ آپ نے جو لوگوں سے بات کی ہے آپ اس راستے پر نکل آؤ اور لوگوں کو چیزیں دے دو۔ جب تک آپ لوگوں کو حقوق نہیں دیں گے، جب تک آپ ان سے بات نہیں کریں گے تو اس وقت تک بات نہیں بنے گی۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ تو حکومت کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ ہم ان بھائیوں کے ساتھ ہیں، مگر کیسے ساتھ ہیں۔ ہم practically ان کے ساتھ نہیں چل رہے ہیں۔ ہم ان کی بات نہیں کر رہے ہیں۔ Missing persons کے بارے میں ہمیں آج

تک پتا نہیں چل سکا یہ 12000 ہیں، 2000 ہیں، 1000 ہیں، 600 ہیں یا 100 ہیں۔ ہمیں ان کا bio data دیں ہم خود inquiry کریں گے اور دیکھیں گے کہ اس میں کتنی عورتیں ہیں، کتنے مرد ہیں، کتنے بچے ہیں، کتنی بچیاں ہیں۔ کم از کم مجھے تو آج تک حقیقت نہیں پتا چل سکی۔

پھر جناب والا! 23 مارچ منا رہے ہیں۔ ہمیں قائد دیکھ رہے ہیں۔ قائد کی کوئی زبان نہیں تھی۔ وہ انگریزی بولتے تھے اور ساری دنیا ان کی تقریر سنتی تھی۔ وہ اپنی قوم سے مخلص تھے۔ آج میں حکمران پارٹی میں بیٹھ کر، میں حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے یہ کہتی ہوں کہ آپ سب سے پہلے ان issues کو لیں۔ جب تک کوئی بندہ اپنے گھر میں secure نہیں ہے تو وہ کیا یہاں پر بات کرے اور کیا باہر بات کرے گا، کیا حقوق کی بات کرے گا، کیا لوگوں کی بات کرے گا۔

آخری بات، جناب والا! جب آپ اس سیٹ پر بیٹھتے ہیں تو مجھے یوں لگتا ہے کہ جیسے میرا اپنا بھائی وہاں پر بیٹھا ہوا ہے کیونکہ میرے اور آپ کے مسائل، دکھ درد ایک جیسے ہیں۔ جناب والا! آپ یہ دیکھیں کہ آج جس طرح اسکول کے ننھے بچوں کو ڈنڈے مارے گئے۔ وہ بچے اپنی بوتلوں کا پانی اپنے اوپر ڈال ڈال کر اپنے آپ کو ہوش میں لا رہے تھے۔ یہ بھی ظلم ہے۔ پولیس کا اور کہیں رعب نہیں چلا تو ان معصوم 1000, 2000 بچوں پر رعب چلایا۔ بھئی وہ ان کا پروفیسر تھا، ان کا teacher تھا، ان کا استاد تھا۔ استاد سے تو ویسے ہی محبت ہوتی ہے۔ ان کے خلاف inquiry کی جائے۔ وزیر اعلیٰ صاحب سے درخواست کی جائے کہ آپ فوری طور پر اس پر action لیں۔ جب پولیس والوں نے ہڑتال کی تھی تو آپ نے ان کو نکال باہر کیا تھا تو ان پولیس والوں کو بھی دیکھا جائے۔ یہ ننھے بچے اپنے بستے لے کر اسکول کے لیے نکلے ہیں، انہیں تو کچھ پتا ہی نہیں تھا کہ ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ یہ تو صرف اپنے استاد کے مرنے کے غم میں یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ میری یہ درخواست ہے ان تمام چیزوں کی inquiry کریں۔ جب تک ملک صاحب یہاں آکر خود ہمیں actual position نہیں بتاتے کہ حالات کیا ہیں اور کس طرف جا رہے ہیں اور Government sincere نہیں ہے ان چیزوں کو دینے میں تو میں نہیں سمجھتی کہ حالات ٹھیک ہوں گے۔ کوئی بھی حکومت ہو، چاہے بلوچستان ہو، سندھ ہو، زاہد نے ابھی بات کی، چاہے پختونخوا ہو، جب تک حقیقت ہم پر واضح نہیں ہو گی تو ہم عوام سے کیا وعدہ کریں گے۔ میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ آج آپ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، آپ ملک صاحب کو بلائیں اور ان سے کہیں کہ خدا کے واسطے حقیقت بتادیں کہ کیا ہے تاکہ ہم بھی اس کو سمجھ سکیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: [***] کچھ کرنا پڑے گا ان کے ساتھ بھی۔ جی مشاہد اللہ صاحب۔ ان کے بعد حافظ رشید صاحب کی باری ہے۔ پھر ہم مغرب کے وقت close کریں گے۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میرا بات کرنے کا کوئی اتنا خاص ارادہ نہیں تھا لیکن الیاس بلور صاحب کی بات سے مجھے ایک بات یاد آئی جو میں ضرور کرنا چاہتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آج اس ملک کو اتنی یکجہتی کی ضرورت ہے اور شاید اس سے پہلے نہیں تھی۔ ہم تقریروں میں تو کہہ جاتے ہیں کہ ہم سب بھائی بھائی ہیں اور ہیں بھی، اس میں کوئی شبہ نہیں ہے لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں ہے کہ مختلف جگہوں پر اب قوموں کی بنیاد پر سیاست ہو رہی ہے۔ اور اس پر بہت ساری چیزیں بھی ہوتی ہیں۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا لیکن آج کا واقعہ ہوا میں نے ٹی وی پر دیکھا ہے، مجھے نہیں پتا کہ مرنے والے پنجابی تھے یا کون تھے کیونکہ مرنے والا تو مرنے والا ہی ہوتا ہے اور اس کی ذات پات اس وقت سب ختم ہوجاتی ہے لیکن یہ میں نے ضرور دیکھا کہ جو بچے مار کھا رہے تھے اس میں پٹھان بھی تھے، بلوچی بھی تھے اور مجھے اس بات کی خوشی ہوئی کہ یہ ایک یکجہتی کی بات تھی۔ میں بلور صاحب کی بات بتانا چاہتا تھا، انہوں نے جو کہا کہ لیاقت باغ میں ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی تھی۔ میں اس کی تصدیق کرنا چاہتا ہوں۔ اس لیے کہ میں اس کا گواہ ہوں، میں خود اس وقت stage پر موجود تھا جس وقت وہاں پر firing ہو رہی تھی اور بڑا brutally, اس میں کوئی شبہ نہیں جو اس وقت NAP تھی، اس وقت ANP نہیں تھی اور وہاں سے جو لوگ آئے تھے، ان کو جس طریقے سے مارا گیا تھا، ان کو بڑا brutally مارا گیا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، پھر میں نے شہر میں بھی دیکھا کہ لیکن ایک تاریخی بات میں بتانا چاہتا ہوں، اصل میں یہ تاریخی بات اس لیے بتانا چاہتا ہوں کہ اس طرح کے جب تک leaders پیدا نہیں ہوں گے، اس طرح کی باتیں نہیں کریں گے یہ معاملات یہاں پر صرف تقریروں سے حل نہیں ہوں گے۔ میں اس کی لمبی تمہید نہیں باندھنا چاہتا۔ جب وہ جلسہ اکھڑ گیا، ڈیڑھ، دو گھنٹے بعد، مار دھاڑ کے بعد۔ مطلب اتنی firing ہو رہی تھی کہ وہ لیاقت باغ کے stage پر ایک درخت تھا اس درخت کے پتے گولیوں سے جھڑ رہے تھے لیکن وہاں پر بڑے بڑے لیڈر تھے، وہاں پر ولی خان صاحب بھی تھے۔ میں نے وہاں پر خود اپنے کانوں سے ایک جملہ سنا اور میں وہ ضرور یہاں پر

[*** Expunged by the orders of Mr. Acting Chairman.]

سنانا چاہتا ہوں۔ جب وہ جلسہ اکھڑ گیا اور اس stage پر دو جہازوں نے بھی dives ماریں تو لوگ سمجھے کہ شاید بمباری شروع ہو گئی ہے تو اس کے بعد تمام Opposition جو وہاں پر موجود تھی انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم Government Hostel جا کر ایک Press Conference کریں گے کیونکہ اس وقت پارلیمنٹ لاجز تو نہیں تھا۔ تو انہوں نے کہا ٹھیک ہے وہاں پر سارے بڑے بڑے لوگ موجود تھے۔ میں ولی خان کی عظمت کو سلام پیش کرنا چاہتا ہوں، انہوں نے یہ کہا کہ میں نہیں جاؤں گا۔ سب نے زور دیا کیونکہ وہ اس وقت Opposition Leader تھے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کا جانا تو بڑا ضروری ہے۔ آپ کیوں نہیں جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ بھئی یہ جو کچھ ہو رہا ہے آپ دیکھ رہے ہیں، جس طریقے سے یہاں پر لوگوں کو مارا گیا ہے، اگر میں ان لوگوں کے Frontier پہنچنے سے پہلے نہ پہنچ سکا تو شاید وہاں پر کوئی پنجابی محفوظ نہیں رہے گا۔ یہ جملہ میں نے اپنے کانوں سے سنا اور میں اس کو یہاں پر record پر لانا چاہتا ہوں۔ یہ بڑے لوگوں کی بڑی باتیں ہیں اور اس کے بعد دنیا نے یہ دیکھا اور تاریخ شاہد ہے اس بات کی، مجھے اس گاڑی کا رنگ بھی یاد ہے جس میں وہ روانہ ہوئے، وہ ٹویوٹا کرولا تھی pink سے colour کی 1972 model کی، اس میں وہ بیٹھ کر تیزی سے نکلے اور وہ اس Press Conference میں نہیں گئے تھے اور اس کے بعد دنیا نے دیکھا کہ Frontier میں کوئی چھوٹا سا واقعہ بھی نہیں ہوا تھا۔ حالانکہ یہ واقعہ اگر کسی نے دیکھا ہوتا تو ضرور حیران ہوتا کہ اس کا رد عمل کیوں نہیں ہوا۔ اس وقت (UDF(United Democratic Front قائم ہوا تھا اس وقت PNA قائم نہیں ہوا تھا۔ آپ بھی وہاں پر موجود ہوں گے لیکن کیونکہ میں اس وقت آپ کو نہیں جانتا تھا لیکن مجھے یہ یاد ہے کہ ارباب سکندر خان خلیل اس وقت stage پر تھے۔ اس وقت جو پہلا بندہ سٹیج پر مرا تھا stage پر وہ اس کے سرہانے بیٹھے ہوئے تھے 'چادر ڈال کر' مجھے یہ بھی یاد ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں اس کردار کی ضرورت ہے۔ اس قسم کے کردار کے لوگوں کی ضرورت ہے۔ ایسی leadership کی ضرورت ہے اور یہ وہ وقت تھا جس وقت NAP کو غدار کہا جاتا تھا اور جب ہم چھوٹے تھے تو ہم ان کو غدار سمجھتے تھے ایمانداری کی بات یہ ہے اس لیے کہ اس وقت ہم اخبار پڑھتے تھے لیکن اس دن میں نے یہ سوچا، میں اس وقت چھوٹا تھا 1973 میں، اس وقت 21 ,20 سال کی میری عمر ہو گی۔ میں نے یہ سوچا کہ اگر یہ بندہ غدار ہوتا تو اس کے لیے تو اس سے اچھا موقع کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ ان کی تو ساری بسیں جلا دی ہیں، ان کے لوگوں کو اس بری طرح سے مارا گیا، میں نے ایک بوڑھے داڑھی والے آدمی کو دیکھا کہ وہ ایک نالے میں گھس گیا اپنی جان بچانے کے لیے اور جن کے آج کل آپ اتحادی

ہیں وہ اس کو ایک طرف سے ڈنڈا مارتے تھے وہ بے چارہ دوسری طرف نکلتا تھا پھر دوسری طرف سے اس کو ڈنڈا مارتے تھے اس طرح اسے کچل کر مار دیا۔ خیر یہ تو ایک تاریخ ہے بڑی لمبی چوڑی لیکن میں بالکل اپنے دل کی گہرائیوں کے ساتھ ان کی بات کی حمایت بھی کرتا ہوں کہ وہاں پر ANP نے آج تک اس طرح کا کام نہیں کیا اور میں ان کے لیڈر خان عبدالولی خان کو زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور باقی لوگوں کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس کردار کا اگر مظاہرہ کریں گے تو اس ملک میں یکجہتی انشاء اللہ ضرور آئے گی اور اس کردار کا مظاہرہ کراچی میں بھی ہونا چاہیے، اس کردار کا مظاہرہ آج بلوچستان میں بھی ہونا چاہیے اور ابھی تک تو بظاہر اتنا نظر نہیں آتا لیکن بیانات کی حد تک ضرور نظر آتا ہے۔ ایک وقت آئے گا انشاء اللہ جب یہ یکجہتی نظر آئے گی۔ وہ ہے نا کہ

کب تک اس شاخ گلستان کی رگیں ٹوٹیں گی
کونپلیں آج نہ پھوٹیں گی تو کل پھوٹیں گی

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ حافظ رشید صاحب۔ پھر نماز کا وقت بھی ہو رہا ہے۔ پھر مشہدی صاحب، آخر میں سیمیں صدیقی۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین! آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کا موقع عطا فرمایا۔ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے غضنفر گل صاحب کو جو پولیٹیکل مشیر بن گئے ہیں، میں ان کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ جناب چیئرمین! سینیٹ کا سال بھی اسی سے شروع ہو جاتا ہے میں پورے ہاؤس کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ نوروز بھی کل سے، ہمارے پڑوسی ملک افغانستان میں اس سے سال شروع ہو جاتا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ نے نوروز منایا۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: نہیں منایا، لیکن ارادہ ہے۔ نوروز پر میں سارے ہاؤس کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب والا! میں اس دن غضنفر صاحب کو مبارکباد دینا چاہ رہا تھا لیکن پھر ہم واک آؤٹ کر گئے تھے، اس کی بھی وجوہات ہیں۔ اس کی وجوہات پر میں تھوڑی تفصیل بتانا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: لوگ کہتے ہیں ہم نماز پڑھ کر گھر جانا چاہتے ہیں۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب چیئرمین! اس کی نمبر۔ ۱ وجہ یہ تھی کہ ہم نے اس چیز پر اعتراض کیا تھا کہ سارے ہاؤس کو، سارے سینیٹرز کو وزیراعظم صاحب وہ عزت وہ احترام وہ وقار نہیں

دے رہے جو نیشنل اسمبلی والوں کو دے رہے ہیں۔ ہر وقت ان کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں بلکہ ان کے ساتھ اوڑھنا بچھونا ہے۔ ان کو بہت زیادہ احترام عزت اور وقار دیا جا رہا ہے۔ ہمیں وہ عزت و احترام نہیں دیا جا رہا۔ یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ وہ ہر وقت وہاں پر موجود ہوتے ہیں۔ یہ بہت اچھی بات ہے، وہاں پر تو سوالات کے جوابات بھی وہ خود دے رہے ہیں۔ یہ اچھی بات ہے مگر میری درخواست ہے کہ وہ ادھر کیوں نہیں آتے۔ کیا یہ ہاؤس نہیں ہے؟ یہ ایوان بالا نہیں ہے؟ کیا ہم سینیٹر نہیں ہیں؟ کیا ہم Upper House نہیں ہیں؟ جناب چیئرمین! میں وزراء صاحبان سے گزارش کرتا ہوں کہ ہر اجلاس میں ایک دو دفعہ تو وزیراعظم کو ضرور آنا چاہیے۔ جس طرح نیشنل اسمبلی کو احترام دے رہے ہیں، جس طرح اس کو وقت دے رہے ہیں، ہمیں بھی وہی عزت و احترام دی جائے۔ دوسری وجہ جو کہ میں واک آؤٹ کر گیا تھا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ واک آؤٹ کی تلافی آپ آج کر رہے ہیں۔ واک آؤٹ سے واپس آکر دوبارہ اپنی بات کر لیتے۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: آپ کے پاس ایجنڈا بھی نہیں ہے، میرے خیال میں یہی ایک موقع ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں بہت زیادہ رویا ہوں، میں بہت زیادہ چلایا ہوں، ہر موقع پر ہر فورم پر میں کہتا ہوں کہ آئینی اصلاحات کمیٹی میں فاٹا کو نمائندگی دی جائے۔ وہاں پر ہماری نمائندگی نہیں ہے، اکیلی نمائندگی نہیں بلکہ ہمیں بولنے بھی دیا جائے۔ ہم جب بھی بولنا شروع کرتے ہیں تو کبھی ایک سینیٹر بولتا ہے، کبھی دوسرا سینیٹر شروع کرتا ہے۔ ہمیں موقع نہیں دیا جاتا۔ میں ہر فورم پر بولتا ہوں، وہاں پر ہماری نمائندگی نہیں ہے۔۔۔

(اس مرحلے پر اذان مغرب کی آواز سنائی دی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی حافظ صاحب۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: بلور صاحب میں جھولی پھیلا دیتا ہوں۔ میں ہر وقت آپ کے ساتھ واک آؤٹ کرتا ہوں، میں آپ کے ساتھ ہاتھ اٹھاتا ہوں، میں آپ کی ہر تقریر کے ساتھ ڈیسک بجاتا ہوں، آپ میری تقریر میں دخل اندازی کرتے ہیں، کیوں کرتے ہیں؟

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ میرے ساتھ بات کریں، بلور صاحب کا گلہ مجھے دیں۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: بلور صاحب میں آپ کی بے حد عزت کرتا ہوں، میں آپ کا بے حد احترام کرتا ہوں۔ جتنی میں آپ کی عزت کرتا ہوں اتنی کوئی بھی نہیں کرتا ہوگا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ میرے ساتھ بات کریں، سارا غصہ میری طرف نکالیں۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: میں ان کی اتنی عزت کرتا ہوں، اس کے باوجود یہ میری تقریر میں دخل اندازی کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ابھی نماز کا وقت بھی ہو رہا ہے۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: عربی میں کہاوت ہے (عربی) اگر میں صحیح بولتا ہوں تو ٹھیک ہے لے لیں، اگر غلط بولتا ہوں تو پھینک دیں۔ میں نے تو یہی بات کی ہے کہ آپ فاٹا والوں کو وقت نہیں دیتے۔ میں تو یہی بات کرتا ہوں۔ پھر بھی آپ میری تقریر میں مداخلت کرتے ہیں، پھر تقریر کا مزہ کہاں ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: تقریر میں مزے نہ لیں، logic دیا کریں۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب چیئرمین! آئینی اصلاحات کمیٹی میں بیس پچیس سال کے بعد ایک وقت آیا ہے ۔ اس میں فاٹا کے لیے کوئی اصلاحات نہیں ہیں۔ وہی انگریز کے زمانے کے، 1872 کے FCR ابھی تک چلی آرہی ہیں۔ بخاری صاحب مجھے دو منٹ سن لیں ورنہ میں تقریر ختم کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، نہیں بخاری صاحب سنیں گے۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: 1872 اور 1873 کے قوانین چلے آرہے ہیں۔ میں حیران اس چیز پر ہوں کہ اپنے لیے جمہوریت پسند کرتے ہیں، اپنے لیے یہ چیز پسند کرتے ہیں، ہمارے لیے ڈکٹیٹر شپ، آمریت، مارشل لا پسند کرتے ہیں۔ یہی چیزیں ہیں کہ ہم ایک بندے کے رحم و کرم پر ہوتے ہیں۔ وہ ہماری قسمت کے فیصلے کرتا ہے۔ میں یہ درخواست کرتا ہوں اور آپ سے ایک سوال کرتا ہوں اور آپ سے بھیک مانگتا ہوں کہ یہ ایک موقع ہے جس میں ہمارے لیے اصلاحات آجائیں اور شق نمبر 247 اور شق نمبر 246 کو ختم کرکے جس طرح آپ پارلیمنٹ کے ماتحت ہیں سارے ادارے پارلیمنٹ کے ماتحت ہیں ہمیں بھی پارلیمنٹ کے ماتحت کر دیا جائے۔اسی طرح ایک شوریٰ کے ماتحت

کر دیا جائے۔ کیوں ہمیں ایک بندے کے رحم و کرم پر رکھا جائے۔ میں بڑے افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ وزیر اعظم صاحب جیسے یہاں آے اور انہوں نے اعلان کیا کہ میں نے اسے ختم کر دیا ہے۔ میں ختم کرنے کا قائل نہیں ہوں لیکن اصلاحات کے حق میں ہوں تو اس طرف کے سارے لوگوں نے ڈیسک بجا بجا کر ان کو خوش کیا ابھی دو سال ہونے والے ہیں کچھ نہیں ہوا۔

محترم آصف زرداری صاحب ہمارے صدر پاکستان ہیں ہم ان کے شکر گزار ہیں انہوں نے اعلان کیا ابھی تک کچھ نہیں ہوا۔ جناب چیئرمین! میں یہ کہتا ہوں کہ جب تک کوئی کام کرتے نہیں ہیں، کوئی کام کر نہیں سکتے تو پھر اعلان کیوں کرتے ہیں۔ پھر ہمارے زخموں پر نمک پاشی کیوں کرتے ہیں؟ بس چپ ہو جائیں ہم خوش ہوں گے۔ تو چلو یہ ایک موقع آیا ہے جناب چیئرمین! میں نہایت ایک گلہ شکوہ کرتا ہوں کہ ابھی تک کونسی حکومت آئی ہے، جس نے ابھی تک فاٹا کے لیے کچھ کیا ہو، قسم سے آپ وہاں جائیں۔ ہم تین، چار سو سال پرانی زندگی گزار رہے ہیں۔ ہماری خواتین جوہڑ سے پانی لاتی ہیں اور وہ پیتے ہیں اس سے کتے، گدھے ساری چیزیں پانی پیتی ہیں تو یہ ایک موقع ہے۔ جناب چیئرمین! میں ان سے request کرتا ہوں کہ ہماری حالت زار پر رحم کر کے آئینی اصلاحات کمیٹی میں فاٹا سینیٹرز کو نمائندگی دیں اور اس میں اصلاحات کی جائیں۔ جناب چیئرمین! میں انتہائی افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ بلتستان کا نہ کوئی مطالبہ تھا نہ اس کی کوئی درخواست تھی اس کے باوجود اسے ایک صوبہ بنا دیا گیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ ہمیں بھی ایک صوبہ بنا دیا جائے جہاں ہمارے لیے مواقع ہوں وہاں ہمارا وزیر اعلیٰ اپنا ہو، میں حیران ہوں کہ وہاں ہمارے لیے دوسرے صوبے سے وزیر اعلیٰ لاتے ہیں۔ جو ہماری زبان بھی نہیں سمجھتے ہیں تو کتنی شرم کی بات ہے تو میں کہتا ہوں کہ ہمارا بڑا خوبصورت نام صوبہ قبائلستان ہے، ہمیں صوبہ قبائلستان دیا جائے وہاں ہمارے لیے مواقع ہوں گے وہاں ہمارے لیے ہر چیز ہو گی۔ جناب چیئرمین! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ، راجا پرویز اشرف صاحب آگئے ہیں۔ واپڈا کے بارے میں مسئلہ اٹھا ہے۔ آپ کو دیکھ کر ہاؤس حرارت میں آجاتا ہے۔ میرا خیال ہے ایک point of order ہے۔

راجا پرویز اشرف (وزیر برائے پانی و بجلی): جناب چیئرمین! میں صرف ایک clarification کرنا چاہ رہا ہوں۔ ابھی ایک honourable member نے comments دیے

تھے کہ ہم نے ایران سے بجلی لینے کی بات نہیں کی اور ان کا یہ فرمانا تھا کہ ایران ہمیں سستی بجلی دینا چاہ رہا ہے اور ہم ان سے لے نہیں رہے ؟ اور ہم مہنگی بجلی کی طرف جا رہے ہیں ۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں -----

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، جو ممبرز نماز پڑھنے کے لیے جانا چاہتے ہیں ۔ نماز پڑھ کر آجائیں ابھی جاری رکھنا ہے کیونکہ راجا صاحب بجلی کے بارے میں جواب دینے کے لیے موجود ہیں ۔ میرا خیال ہے نماز کے لیے دس منٹ وقفہ کر لیتے ہیں ۔

(اس موقع پر نماز مغرب کے لیے وقفہ دس منٹ کے لیے کر دیا گیا ۔)

(وقفہ نماز مغرب کے بعد اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب قائم مقام چیئرمین جناب جان محمد خان جمالی شروع ہوئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: راجا صاحب! اراکین درخواست کر رہے ہیں پہلے ان کی بات سن لیں پھر اکٹھا ان کا جواب دے دیں۔اب آپ آئے ہیں تو ایک گھنٹہ ہمارے ساتھ ہی سہی۔ سینیٹروں سے آپ اظہار محبت کریں۔ سینیٹروں کو یہ احساس ہو رہا ہے کہ ان کے ساتھ کوئی محبت نہیں کرتا۔ جی شاہد بگٹی صاحب! please take the floor.

(مداخلت)

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: بہت شکریہ جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ میں جس معاملے پر بات کرنے جا رہا ہوں، یہ پہلی دفعہ نہیں ہے کہ میں اس ایشو پر ہاؤس میں بات کر رہا ہوں۔ اس سے پہلے بھی جب خود چیئرمین صاحب سیٹ پر تھے، ان کی موجودگی میں، میں نے اس ایشو کو اٹھایا تھا۔ جناب! گزارش یہ ہے کہ ایک democratically elected Prime Minister صاحب نے مہربانی کر کے تمام پارلیمینٹیرینز کو across the board ایک ایک کروڑ روپے کا آرڈر کیا تھا۔ اس کے بعد فنڈز کی availability اور پارلیمینٹیرینز کی ڈیمانڈ کو دیکھتے ہوئے انہوں نے مزید ایک ایک کروڑ روپے دینے کا اعلان کیا تھا۔ بہت سے پارلیمینٹیرینز پہلے funds consume کر چکے تھے اور سکیمیں دے چکے تھے، میں سمجھتا ہوں کہ وہ سکیمیں پایہ تکمیل کو پہنچنے والی ہیں۔ اب دو ماہ سے، وزیر اعظم صاحب نے مہربانی کر کے پارلیمینٹرینز کو جو مزید ایک کروڑ روپے کے فنڈز دیے ہیں، اس حوالے سے اکثر

پارلیمنٹیرینز نے، چاہے وہ ایم این ایز ہوں یا سینیٹرز ہوں، اپنی سکیمیں لوکل گورنمنٹ کے پاس جمع کرا دی ہیں اور وہاں وہ تمام files pile up ہو رہی ہیں۔ ہمیں جواب دیا جاتا ہے کہ Finance سے پیسے release نہیں ہو رہے ہیں۔ اسی موضوع پر میں نے ایک ماہ قبل بھی point of order پر بات کی تھی لیکن جناب! آج بھی situation وہی ہے۔ جناب! ہوتا کیا ہے کہ جب اتنی دیر سے funds release ہوتے ہیں تو پھر bureaucratic procedure کا جو process ہوتا ہے کہ اسکیموں کی viability, feasibility بنتی ہے پھر وہ پیسے release ہوتے ہیں اور اس وقت تک جون کا مہینہ گزر چکا ہوتا ہے اور ہمارے پیسے lapse ہو جاتے ہیں۔ جناب! میری آپ سے یہ گزارش ہے چونکہ میں اس issue پر پہلی مرتبہ بات نہیں کر رہا، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہم Senators کا breach of privilege ہو رہا ہے۔ جناب! آپ سے مؤدبانہ گزارش ہو گی کہ جو relevant committee ہے، اس کو آپ ان کے سپرد کریں۔ جناب چیئرمین! آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب! میں آخر میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ مسئلہ ایسے حل نہیں ہو رہا، ہم جب Minister Local Government سے رابطہ کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ Finance نے پیسے روکے ہوئے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ Finance Department کے جو لوگ بطور Advisor, Local Government میں بیٹھے ہوئے ہیں، ان کے بارے میں ہم اکثر سنتے رہتے ہیں کہ وہ اپنے bureaucratic attitude کی وجہ سے ان پر طرح طرح کے objections raise کرتے ہیں جس کی وجہ سے وہ files move نہیں کرتیں۔ جناب! میں آپ سے مؤدبانہ درخواست کرتا ہوں کہ یہ breach of privilege ہو رہا ہے لہٰذا اس کو relevant committee کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سیمیں صدیقی صاحبہ۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: جناب چیئرمین! شکریہ۔۔۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب! اس پر ruling تو دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میرا خیال ہے ان کا بھی یہی مسئلہ ہے۔

سینیٹر عبدالرزاق اے تھہیم: میں بھی statement دوں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بالکل آپ کی statement بھی سنیں گے چونکہ میڈم سیمیں صدیقی نے پہلے request کی تھی لیکن میں نے آپ کا مسئلہ urgent سمجھا، میں سمجھا ان کا different message ہے لیکن ان کا بھی یہی تھا- جی میڈم سیمیں صدیقی-

سینیٹر سیمیں صدیقی: جناب چیئرمین! آپ نے میرے ساتھ تھوڑی سی زیادتی کی ہے- میں بہت مؤدبانہ طور پر اور بہت احترام سے کہنا چاہتی ہوں کہ آپ نے بلوچستان کو favour کیا ہے- میں نے کبھی بلوچ، پنجابی، سندھی کی بات نہیں کی لیکن آج میں کہتی ہوں کہ میرا بھی حق ہے- میں بھی---

Senator Shahid Hassan Bugti: Sir, they should be struck off.

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، کہنے دیں، یہ democratic country ہے-

سینیٹر سیمیں صدیقی: ان میں بھی برداشت ہونی چاہیے- شاہد بگٹی صاحب---

Mr. Acting Chairman: I know you are speaking for the senators

لیکن ان کی باری پہلے تھی-

Senator Semeen Siddiqui: My point was exactly the same. You have been given my time so you took that whatever I have to say. He is my brother.

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے، بس خیر ہے، میڈم کو کہنے دیں-

سینیٹر سیمیں صدیقی: آپ نے میری باری ان کو دے دی-

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب ایک منٹ، وہ بات کر لیں، وہ بھی اسی سلسلے میں ہے-

سینیٹر سیمیں صدیقی: جناب! آپ کا tilt تھوڑا سا بلوچستان کی طرف زیادہ ہو جاتا ہے مگر یہ کہ may be you don’t realize that but I don’t mean to offend you. آپ ہماری طرف بھی نظر کریں، ہم بھی سندھ سے تعلق رکھتے ہیں، میں بھی exactly یہی کہنا چاہتی تھی جو بات شاہد بگٹی صاحب نے کہی ہے-

دوسری چیز یہ ہے کہ جناب!we have no respect اب ہم چھوٹی چھوٹی چیزیں breach of privilege کے طور پر کیا لے کر آئیں؟ ہم اگر DCO کو فون کرتے ہیں تو وہ ہمیں response نہیں دیتا کیونکہ ہماری کراچی کی جو schemes ہوتی ہیں they go through DCO. اب تو DCOs نہیں ہیں، کوئی اور آگئے ہیں---

جناب قائم مقام چیئرمین: Administrators ہوں گے۔

Senator Semeen Siddiqui: They don't cooperate. The City Government does not cooperate with us.

یہاں تک کہ ان کا جو DO ہوتا ہے، وہ بھی ہمیں صحیح response نہیں دیتا۔ جیسے میری پانی کی development scheme تھی تو fund release ہوگئے اور آگے وہ work order issue نہیں کرتے اور fund release نہیں کرتے، جب تک---جناب! آپ کی توجہ چاہتی ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: جب کہ اس development scheme کا tender pass ہو چکا ہے، سب کچھ ہو چکا ہے لیکن وہاں کا ایک DO جس کا نام شکیب ہے، وہ صاحب work order ہی issue نہیں کرتے اور نہ ہی وہ amount release کرتے ہیں تو کام کیسے شروع ہوگا؟ جیسا انہوں نے کہا کہ Prime Minister نے قومی اسمبلی کے ممبران کی طرح ہم لوگوں کے لیے بھی ایک ایک کروڑ announce کیے تھے۔ ہم نے ان bases پر اپنی schemes announce کیں اور ان کو development schemes دی ہیں لیکن اب وہ معاملہ تعطل کا شکار ہے، نہ ہم اِدھر ہیں اور نہ اُدھر ہیں۔ ہم نے ان کے کہنے پر schemes دے دیں، اب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ہم ان کو withdraw کریں۔ یہ سارے سینیٹرز کا استحقاق ہے کہ ہمیں جواب دیا جائے کہ وہ فنڈ ہمیں دیا جا رہا ہے یا نہیں؟ میں نے اس سے پہلے بھی کہا تھا کہ date extend کر دی جائے، ہمیں کہا جاتا ہے کہ فلاں تاریخ تک development schemes دے دیں لیکن ہم نہیں دے سکتے۔ ہمیں اپنے ایک کروڑ کے فنڈ کا پتا ہی نہیں ہے تو ہم کس طرح دے دیں؟ میری استدعا ہے کہ Local Government, City Government کو ہدایات جاری کریں، وہاں جو Secretary, Local

Governmentہے، ان کو ہدایت جاری کریں کہ ہم Senators کی بات پر بھی توجہ دی جائے۔.Thank you

Mr. Acting Chairman: Thank you. Honourable Minister for Local Government.

سینیٹر عبدالرزاق اے تھہیم (وزیر بلدیات و دیہی ترقی): میں بڑے دکھ سے یہ statement دے رہا ہوں۔ یہ حقیقت ہے کہ Prime Minister Sahib نے سارے parliamentarians کو، چاہے وہ قومی اسمبلی کے ممبران ہوں یا سینیٹر ہوں سب کو ایک کروڑ روپے کی additional allocation کی۔میں نے خود in pursuance of decision of the Prime Minister سارے parliamentarians کو اپنے signatures سے letter لکھا کہ آپ مہربانی فرما کر دو کروڑ تک کی schemes بھیجیں۔ وہ schemes ہمارے پاس پہنچ گئیں مگر دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ جو Financial Advisor ہے، جس کے پاس یہ فائلیں جاتی ہیں، اس نے 84 files واپس منسٹری کو بھیج دی ہیں۔آپ دیکھیں کہ parliamentarians کے کتنے billions کے funds ہیں، وہ واپس بھیج دی ہیں کہ ہم نہیں مانتے، ہم نے Prime Minister کو summary بھیج دی ہے۔ پھر میں نے Secretary Finance سے بات کی، چار دن ہو گئے ہیں، انہوں نے کہا تھا کہ میں کل order کر دوں گا کہ Prime Minister کے جو orders ہیں وہ implement ہوں، وہ بھی آج تک نہیں ہوا۔ میرے Secretary, Prime Minister Secretariat میں گئے، Finance Secretary کو کہا پھر بھی Financial Advisor نے نہیں بھیجا۔ ہم نے یہ بھی کہا کہ ہمیں زیادہ پیسے نہیں چاہییں، بجٹ میں جو 5 billion کی provision ہے، ہم اس سے ہی پورا کریں گے، Financial Advisor پھر بھی نہیں مانتے۔شاہد بگٹی صاحب نے کہا کہ وزیراعظم صاحب نے کہا ہے کہ funds release ہوئے ہیں، Prime Minister Sahib نے تو تین مرتبہ کہا ہے، letters بھی دیے ہیں۔آج میں نے Prime Minister Sahib کو لکھا ہے کہ یہ Financial Advisor ہمارا مالک بنا ہوا ہے، Ministry کو ineffective کر رہا ہے اور اس نے 84 files واپس بھیجی ہیں۔ ہم دوسرا process کیا کریں جب وہ ہی واپس آ گئی ہیں۔ اس لیے مہربانی فرمائیں، سینیٹر صاحب کی grievances صحیح ہیں، اس میں نہ ,Prime Minister Sahib اور نہ Ministry of Local Government کا دوش ہے، ہم سارے cases prepare کر رہے

ہیں۔ یہ Financial Advisor کیا arbitrary ہے اور اس کی intention کیا ہے کیونکہ اب مارچ endہو رہا ہے، جون میں یہ پیسے بھی lapse ہو جائیں گے۔ یہ ایک کروڑ والے کام بھی نہیں ہوں گے تو میں آپ سے مؤدبانہ عرض کروں گا کہ آپ Finance Minister In charge کو بلائیں کہ why the orders of the Prime Minister are not being implemented? Why the files are being returned to Ministry of Local Government? Otherwise what can we do? یہ genuine grievances ہیں اور آپ مہربانی کرکے اس کو take up کریں۔ یہ ایسے take up نہیں ہو گا، یہاں Minister of State for Finance کو بلائیں to make the statement in light of all the decisions and all other.... وہ آجائیں تو میں سارے documents بھی پیش کروں گا کہ ہم کیا کیا کر رہے ہیں۔ ہم مصیبت میں پھنسے ہوئے ہیں، ہم Financial Advisor کے رحم و کرم پر ہیں تو یہ کہاں چلے گی۔ میں عرض کر رہا ہوں---

جناب قائم مقام چیئرمین: نیر بخاری صاحب، پلیز ذرا ادھر توجہ فرمائیں۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: جب Prime Minister کی نہیں چلتی، صرف Financial Advisor کی چلتی ہے تو ایسی حکومت کا کیا فائدہ؟

Mr. Acting Chairman: Federal Minister for Local Government has also shown his discontent with the attitude of the Financial Advisor. Professor Khurshid Sahib.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! دراصل یہ بڑا اہم مسئلہ ہے---

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: --- جناب! یہ Financial Advisor 18 grade کا آفیسر ہوتا ہے----

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! حال یہ ہے کہ جسٹس صاحب نے ہم سب کی توجہ ایک بڑے اہم مسئلے کی طرف مبذول کرائی ہے اور یہ absence of governance کی ایک classical مثال ہے کہ متعلقہ وزیر، وزیراعظم کے احکام بھی موجود ہیں لیکن اس کے باوجود bureaucracy کا ایک نمائندہ آپ کو جو چیزیں ملک کے مفاد میں طے ہوئیں ہیں، انہیں چلنے کا موقع

نہیں دے رہا لیکن میں چاہتا ہوں کہ جناب وزیر محترم اس مسئلے کو کابینہ میں اٹھائیں، اس لیے کہ کابینہ کس لیے ہے ؟ اگر وزیر اعظم بھی ineffective ہیں تو پھر ان کے لیے عزت کا راستہ وزارت عظمیٰ پر بیٹھنا نہیں بلکہ قوم کو یہ حقائق بتا کر اس طرح کی جو رکاوٹیں ہیں، ان کو دور کرنا ہے۔ یہ آپ کے اپنے اختیارات کو استعمال نہ کرنے کی ایک مثال ہے۔ دوسروں کو آپ جتنا چاہیں دوش دیں لیکن اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ وزیر ہیں یا وزیر اعظم ہیں لیکن آپ کی بات نہیں چل رہی۔ یہ absence of governance ہے، اس لیے اس کا اس پہلو سے جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ سے پہلے طاہر مشہدی صاحب، کافی دیر سے --- میں اس سلسلے میں پھر کچھ Chair کے حوالے سے بات کروں گا۔ جی طاہر مشہدی صاحب۔

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you very much Mr. Chairman. Although being a law abiding member

جیسے ہمیں بتایا گیا تھا، میں نے اپنا point of order دو، تین دن پہلے submit کیا تھا but I am very grateful کہ آپ نے مجھے last میں chance دے دیا۔ My point of order is regarding a matter of urgent national importance. اور وہ یہ ہے کہ NEPRA نے پرسوں announcement کی ہے کہ وہ 1 روپیہ 44 پیسا بجلی کی قیمت بڑھا رہے ہیں اور جب Government نے باہر سے پیسا لیا، انہوں نے ان سے agreement کیا کہ 1st April کو 6% بھی بڑھائیں گے۔ September سے لے کر اب تک 60% price of electricity بڑھائی گئی ہے اور reason یہ بتائی جاتی ہے کہ یہ fuel adjustment ہے اور fuel adjustment کی وجہ سے حالت بھی وہی ہے کہ KESC تیل نہیں خرید رہی، اس کے پاس پیسے نہیں ہیں یا وہ پیسے سارے کے سارے باہر بھیج دیے ہیں اور وہ اپنے generators چلانے کے لیے تیل نہیں لے رہی۔ PSO circular debt میں پھنسا ہوا ہے، وہ اس کو تیل نہیں دے سکتا اور تیل کی adjustment پر riots ہو رہے ہیں کیونکہ petrol کی قیمت اتنی زیادہ بڑھائی گئی ہے کہ کھانے پینے کے سامان اور transportation کے charges بھی اتنے بڑھ گئے ہیں کہ لوگ گلیوں میں آگئے ہیں اور دو pitched battles اسلام آباد میں ہوئی ہیں اور یہ ہوتی رہیں گی اس لیے کہ پوری دنیا میں petrol کی قیمت آدھی

ہوئی ہے، مگر پاکستان میں in the last one year 64 پیسے نیچے کی گئی تھی اور اس پر خوشیاں منائی گئیں۔ وہ اس لیے ہے کہ جو world wide petrol کی قیمت گرنے کا benefit ہے، وہ ہمارے عوام کو نہیں دیا جارہا، ہمارے عوام کو deprive کیا جارہا ہے from the benefit of the low prices of oil. انہوں نے اس طرح کیا ہے کہ last September کو POL پر جو duty تھی، وہ کوئی 17 روپے سے 22 روپے تھی اور باقی petrol کی قیمت تھی، اب petrol کی قیمت آدھی سے زیادہ کم ہو گئی ہے اور انہوں نے 40 taxes روپے سے زیادہ بڑھا دیے ہیں اور یہ سارے کے سارے on the dictates of IMF بڑھائے ہیں۔ انہوں نے IMF کے ساتھ جو agreements کئے ہیں جو کہ عوام دشمن agreements ہیں، ان کی وجہ سے سارا بوجھ پاکستان کے عوام پر پڑرہا ہے۔ Intercity کرائے 30 روپے سے 50 روپے بڑھائے گئے ہیں اور شہر کے اندر 5 سے 15 روپے بڑھائے گئے ہیں اور بجلی کا بحران بھی اسی وجہ سے آیا ہے، تیل کی قیمت کی وجہ سے ہے۔ ہمارا کھانے پینے کا سامان اسی وجہ سے مہنگا ہے، آٹا مہنگا اسی وجہ سے ہے، دال روٹی ہر چیز مہنگی اسی لیے ہے۔ Transportation نے ہمارے عوام کی کمر توڑ دی ہے، ہم اب برداشت نہیں کر سکتے، ہمیں اندھیر نگری میں رہنا پڑرہا ہے، 10 سے 15 گھنٹے کی load shedding شہروں میں ہو رہی ہے اور 20, 20 گھنٹے load shedding rural areas میں ہو رہی ہے۔ یہ ظلم پاکستان کے عوام کے ساتھ بچوں سے لے کر بڑوں تک سب کے ساتھ ہو رہا ہے، بچے سو نہیں سکتے، school کے بچے school نہیں جا سکتے، hospitals کام نہیں کر رہے، colleges میں پڑھائی آدھی ہو گئی ہے۔ ہمارے پاکستان کی industry almost at a standstill آ گئی ہے تو یہ chaos, یہ inefficiency کب تک رہے گی اور کب تک پاکستان کے عوام کے ساتھ یہ ظلم کئے جائیں گے۔ آپ ہر طرف دیکھیں اور یہ سارا اس لیے ہے، آج تیل پر، POL پر taxes ہیں جو exuberant taxes ہیں جو 60% اس کی قیمت پر taxes ہیں، ان کو آدھا کر دیں اور پاکستان کے عوام کو کچھ نہ کچھ relief دے دیں تاکہ پاکستان کے عوام بھی کم سے کم ایک وقت کی روٹی آرام سے کھا سکیں جو آج ان کے نصیب میں نہیں ہے۔

میں آخر میں اپنی voice بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ، بہنوں کے ساتھ اور بھائیوں کے ساتھ ملاؤں گا کہ جو پاکستان کے بچوں کے ساتھ ظلم ہوا ہے، اس پر action لیا جائے۔ جو پاکستان کے عوام پر police چھترول کر رہی ہے، اس پر action لیا جائے۔ Law and order کو improve کیا جائے اور پاکستان میں proper governance کی جائے تاکہ پاکستان کے عوام can at least live with

honour and dignity. 23 مارچ آرہا ہے، یہ promise کیا گیا تھا، پاکستان تو اس لیے بنا تھا کہ جو مسلمان ہندوستان میں اچھی حالت میں نہیں تھے، ان کی حالت بہتر ہو جائے۔ اس لیے بنا تھا کہ ہمارے لوگوں کی عزت ہو، اس لیے بنا تھا کہ ہم اپنی آن اور شان کے ساتھ گھومیں، ہمیں جو problems ہو رہی ہیں جو ہمارے عوام کو تکالیف دی جا رہی ہیں، یہ بند کی جائیں۔ Enough is enough اب ہم اس سے زیادہ برداشت نہیں کر سکتے، the proverbial last straw which broke the camel's back انہوں نے اب کسی چیز کی price rise کی تو ہمارے عوام ٹوٹ جائیں گے۔ Thank you.

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر وسیم سجاد صاحب۔ جی، I am waiting because ذرا باتیں نکل آئیں، I am on it. اجی، جی میں نے نیر بخاری صاحب کو fall on کیا ہوا ہے۔ وسیم سجاد صاحب۔

Point of Order Re: The Hasty Passage of Money Laundering Bill

سینیٹر وسیم سجاد (قائد حزب اختلاف): جناب والا! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا وقت دیا ہے۔ جناب! میرا point of order یہ ہے کہ آپ نے آج Money Laundering Bill منظور کر لیا ہے، میں نے جس کے بارے میں بہت سی ترامیم بھی دی تھیں اور ہماری خواہش تھی کہ ہم اس Bill پر بات کرتے لیکن میں، میرے دوست پروفیسر صاحب اور ہمارے بہت سے ساتھی Constitutional Committee میں مصروف تھے۔ ہم چاہ رہے ہیں کہ جو بھی قومی اہمیت کا معاملہ ہے اسے جلد سے جلد مکمل کریں۔ جناب! اس کا ہم نے Leader of the House کو بھی بتایا تھا، سیکریٹری صاحب کو بھی بتایا تھا اور میں نے سیکریٹری صاحب سے کہا تھا کہ آپ تک پیغام پہنچا دیں کہ ہم وہاں busy ہوں گے اور اس معاملے کو آج نہ لیا جائے لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ تک یہ بات پہنچ جاتی تو آپ اس کو نہ لیتے۔ جناب! ہمارا مقصد یہ تھا کہ یہ Bill ایک بہت اہمیت کا Bill ہے اور ہم چاہ رہے تھے کہ اس میں کم از کم ہمارا موقف سامنے آجائے، ہم اس کے خلاف نہیں ہیں کہ یہ Bill pass نہ ہو، اس Bill کے تحت کچھ ایسی چیزیں کی جا رہی ہیں جو نہایت خطرناک ہیں۔ مثلاً میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں کہ صدیوں سے ایک روایت چلی آرہی ہے، اصول بنے ہوئے

ہیں کہ وکیل اور اس کے موکل کے درمیان جوایک تعلق ہوتا ہے، وہ confidential تعلق ہوتا ہے،accountantsجن کے ساتھ deal کرتے ہیں، یہ confidential ہوتا ہے۔ ایک صحافی کو جو informationملتی ہے، وہ اس کو کبھی disclose نہیں کرے گا۔ ہماری تاریخ میں اور دنیا کی تاریخ میں بے شمار ایسے واقعات ہیں کہ journalists جیل چلے گئے لیکن انہوں نے کہا کہ ہم یہ disclose نہیں کریں گے۔ اب اس قانون کے تحت وکیلوں، accountants, professionals کو مخبر بنایا جا رہا ہے کہ وہ agencies کو information دیں گے۔ جناب والا! اس قانون کا مقصد تو اچھا ہو گا کہ ہم crime کو روکیں لیکن اس پر اتنا compromise نہ کریں اور مجھے اس کا مقصد یہ لگ رہا ہے کہ کسی international agency نے یہ Bill بنا کر بھیجا ہوا ہے، یہ پاکستان کا بنا ہوا نہیں ہے۔ اس Bill میں ایسی ایسی چیزیں آ گئی ہیں جو پاکستان کے عوام کے fundamental rights کے خلاف ہیں ۔ ہم چاہ رہے تھے کہ یہ چیزیں سامنے لائیں اور اس چیز کو confine کریں کہ crime کے پیسے کو control کرنا ہے تو crime کے پیسے کو control کیا جائے۔ کس طرح کیا جاتا ہے، ہم چاہ رہے تھے کہ ہماری آراء اس میں شامل ہوں اور دنیا کو پتا چلے کہ کیا کیا چیزیں ہیں اور میں نے اس میں 7 ,6 ترامیم دی ہوئی تھیں لیکن آپ کو کسی نے نہیں بتایا حالانکہ سب کو پتا ہے کہ ہم وہاں پر مصروف ہیں۔ ہماری عدم موجودگی میں اس نہایت ہی اہم Bill کو جس کے بہت وسیع consequences ہوں گے، pass کر دیا گیا ہے، عوام کو پتا نہیں ہے، صحافیوں کو پتا نہیں ہے، ایوان کے ممبران کو پتا نہیں ہے کیونکہ یہ technical چیز ہے۔ ہم نے ترامیم دیں لیکن مجھے بڑا افسوس ہے کہ یہ Bill اس طرح pass ہو گیا ہے اور میں سنگین احتجاج کرتے ہوئے، پروفیسر صاحب کی بات بھی سن لوں اور باقی حضرات کی بھی بات سن لوں تو اس کے بعد فیصلہ کروں گا کہ ہم نے کیا کرنا ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جہاں ہمیں آپ پر پورا اعتماد ہے، وہیں ہمیں یہ بات بھی دکھ سے کہنی پڑتی ہے کہ Money Laundering Bill کوئی معمولی Bill نہیں ہے اور اس کے معاشی، قانونی اور سیاسی تینوں consequences ہیں۔ ہم اصولاً money laundering bill کے خلاف نہیں ہیں، اس پر قانون ہونا چاہیئے لیکن جس طرح America نے 9/11 کے بعد money

financial laundering کے نام پر اپنی financial dictatorship قائم کی ہے اور ایک قسم کا terrorism پوری دنیا پر مسلط کر دیا ہے۔ یہ Bill اسی کا ایک نمونہ ہے، انہوں نے ایک ماڈل بنایا ہے، ہر جگہ وہ اس کو زبردستی مسلط کر رہے ہیں۔ مجھے دکھ ہے کہ ہماری عوام نے اس پر بحث کیے بغیر، اس کے تمام عواقب اور implications کو سمجھے بغیر approve کر لیا گیا ہے، یہ بڑی زیادتی ہے اور ہمیں اس بات پر شدید احتجاج ہے کہ ہم نے اس بات کا ایک بار نہیں بار بار اظہار کیا ہے۔ جب پہلی مرتبہ یہ Bill یہاں آیا تو حکومت کی خواہش تھی کہ اسی دن منظور کر لیا جائے، ہم نے کہا کہ ایسا نہیں ہو سکتا، ہم ہی نے اسے Finance Committee میں بھیجا۔ میں Finance Committee کا ممبر ہوں، آپ نے اس کے بارے میں Finance Committee کی رپورٹ دیکھی ہے، اس میں ہم نے کم از کم 8,9 اعتراضات اٹھائے ہیں، پارلیمنٹ کی موجودگی میں اس Bill کو منظور کرنا ہماری قوم کے مفاد میں نہیں ہے، ہماری معیشت کی مفاد میں نہیں ہے لیکن اس سب کو نظر انداز کر دیا گیا ہے اور پھر آج مناسب debate کے بغیر جبکہ ہم ایک سرکاری کام کر رہے تھے، اس پارلیمنٹ کا کام کر رہے تھے، ہم کہیں چھٹی پر نہیں تھے، کہیں باہر نہیں گئے ہوئے تھے، ہم سب اسی پارلیمنٹ کی ایک کمیٹی جو کہ بہت اہم کمیٹی ہے اس میں مصروف تھے اور ہم نے یہ بات کہی کہ اس کو اس طریقے سے bulldoze نہ کیا جائے لیکن یہ کیا گیا ہے۔ اس بنا پر ہم اس پر احتجاج بھی کرتے ہیں اور ہم قوم سے اور میڈیا سے بھی اس بات کی اپیل کرتے ہیں کہ اس میں جو کھیل کھیلا جا رہا ہے اس کو expose کیجیے، تاکہ ہم امریکہ کے اس دباؤ سے نکلیں جو کہ حقیقی corruption ہے، اس کو روکنے کے لیے جو ذرائع درکار ہیں ان کو ہونا چاہیے لیکن اس کو بہانا بنا کر ایک ایسے نظام میں لوگوں کو کسنا کہ جس سے genuine movement متاثر ہو، جس سے profession اپنی integrity خواہ وہ accountants ہوں یا lawyers ہوں، وہ اس کا استعمال نہ کر سکیں تو یہ human rights کے بھی خلاف ہے اور یہ ہمارے قومی مفاد کے بھی خلاف ہے۔

اس لیے ہم اس پر احتجاج کرتے ہیں اور ہمارے جو تمام ساتھی اس پر اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں اور مجھے توقع ہے کہ آپ انہیں موقع دیں گے اور اس کے بعد ہم اس پر احتجاجاً walk out کریں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی رضا صاحب! you want to say something.

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! میں بھی یہ جو money laundering والا پیسے دھونے کا بل ہے، اس کے بارے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے پیچھے جو underline concept ہے، اس concept کو تو میں obviously oppose نہیں کرتا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کا ایک قانون ضرور ہونا چاہیے لیکن جو قانون ہو وہ ملک اپنے objective conditions کو اور جو ملک کا آئین اور قانون ہے اس کو مدنظر رکھ کر بنانا چاہیے۔ میں وسیم صاحب کی اس بات سے بالکل اتفاق کرتا ہوں کہ اس کی جو چند provisions ہیں وہ fundamental rights کے خلاف ہیں اور بالخصوص جو یہ provision ہے کہ جیسے انہوں نے کہا کہ وکیلوں اور accountants کو مخبر بنانے والی یہ ایک عجیب و غریب بات ہے کہ آپ کے پاس ایک client اپنی روداد لے کر آتا ہے اور پھر آپ bound ہو جائیں کہ آپ اس کو جا کر رپورٹ کریں اور کہیں کہ یہ میرے پاس بات لے آیا ہے۔ یہ professional ethics کے خلاف ہےاور جو client confidentiality اور وکیل کے relationship میں ہوتی ہے، اس کے خلاف ہے۔ میں بھی اس بات پر اپنا protest record کروانا چاہتا ہوں کہ یہ قانون پاکستان کی حکومت پر تھونپا گیا ہے، یہ قانون conditionalities کو meet کرنے کے لیے ملک سے باہر draft ہوا ہے۔ Finance Ministry نے unfortunately پیش کیا ہے، ٹھیک ہے اگر conditionalities meet بھی ہونی تھیں تو Finance Ministry کو چاہیے تھا کہ اس قانون کو vet کرتی اور vet کرنے کے بعد پاکستان کے جو حالات ہیں، جو قوانین ہیں اور جو پاکستان کا آئین ہے اس کے مطابق اس کو بناتی۔ نہ صرف یہ کہ ایک وہاں سے ماڈل قانون آیا اور اسی ماڈل قانون کو لا کر انہوں نے یہاں pass کروا لیا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب ایس۔ ایم۔ ظفر صاحب۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: جناب چیئرمین! Money Laundering Bill کو pass کروایا گیا ہے۔ money laundering واقعی ایک ایسا معاملہ ہے کہ جس کی وجہ سے بہت ساری corruption نے جنم لیا ہے۔ اس کا طریقہ کار یہی ہوتا ہے کہ یہاں اپنے ملک سے پیسے باہر جاتے ہیں اور پھر وہاں سے دوسرے accounts میں جا کر white money کے طور پر جمع کرا دیئے جاتے ہیں۔ یہ لفظ آپ جانتے ہیں کہ جہاں سے نکلا ہے کہ پہلے لوگ پیسے باہر لیجاتے تھے اور پھر لا کر کہتے تھے کہ ہماری launders میں آمدنی ہوئی ہے اور اسی وجہ سے money laundering کا یہ لفظ نکلا تھا۔ جیسے وسیم

سجاد صاحب اور رضا ربانی صاحب نے بتایا کہ قانون میں بہت سی خرابیاں ہیں، یہ جلدی میں pass نہیں ہونا چاہیے تھا۔

جناب چیئرمین! میں آپ کے سامنے ایک تجویز رکھنا چاہتا ہوں کہ میں نے اس money laundering کے قوانین اور تاریخ کو تفصیل سے پڑھا اور میں نے یہ دیکھا کہ اس کا سب سے زیادہ نقصان جو ملک ترقی یافتہ نہیں ہوتے انہیں ہوتا ہے، سب سے زیادہ نقصان third world کو ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہاں instability ہوتی ہے اور دولت باہر چلی جاتی ہے۔ امریکہ جیسے ملک میں بھی یہ صورت حال پائی گئی اور انہوں نے 2007 میں سینیٹ کی ایک کمیٹی مقرر کی، سینیٹ کی کمیٹی کو یہ ذمہ داری دی گئی کہ وہ دیکھیں اور یہاں پر میں یہ بات کہہ دوں کہ سینیٹ کمیٹی بنانے کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک تو businessmen money laundering کرتے ہیں اور انہیں خیال پیدا ہوا کہ اس میں public servants and politicians بھی involve تھے۔ اسی صورت حال میں بہت ضروری ہو گیا کہ سینیٹ کی ایک کمیٹی بنائی جائے اور وہ تحقیق کرے کہ public servants جو کہ حکومت کے ماتحت ہوتے ہیں، جس پر ہماری supremacy ہوتی ہے، ہماری oversight ہوتی ہے اور جو ہمارے political لوگ ہیں کہیں وہ لوگ تو money laundering میں involve نہیں ہیں۔ جب اس کمیٹی نے تحقیق کی اور پتا لگایا تو تقریباً دو ہزار سے زائد نام ان کے سامنے آئے کہ انہوں نے باہر جا کر ایسے accounts رکھے ہیں جو کہ money laundering کے زمرے میں آتے ہیں۔ اس کی ایک سال کی رقم 6 billion بتائی گئی۔

میں آپ کو یہاں یہ رائے دوں گا کہ اب قانون تو منظور ہو گیا اور ہم نے احتجاج بھی ریکارڈ کروا دیا۔ اس میں کبھی نہ کبھی amendment بھی لے کر آئیں گے لیکن آپ اس چیز پر غور فرمائیں کہ کیا ہماری پارلیمنٹ جو supremacy کا دعویٰ کرتی ہے، وہ کہتی ہے کہ Parliament is sovereign. یہاں بہت اچھی تقاریر ہوتی ہیں، بڑی اچھی گفتگو ہوتی ہے لیکن ایسے معلوم ہوتا ہے کہ گفتگو اور تقاریر کے بعد کوئی بات آگے نہیں چلتی۔ کیا اس بہت بڑے عفریت پر یہ سینیٹ ہاتھ ڈالنے کے لیے تیار ہو گی؟ کیا کوئی کمیٹی ایسی بن سکے گی کہ یہ بھی اپنے طور پر دیکھے اور اس کے اختیارات بڑھائے جائیں کہ وہ ان چیزوں کا پتا لگائے کہ ہمارے public servants باہر بڑے بڑے contracts لیتے ہیں اور وہاں جا کر پیسے رکھوا دیئے جاتے ہیں۔ ہمیں یہ بھی اطلاع ہے کہ بہت ساروں کی بڑی جائیدادیں بھی وہاں موجود ہیں، ہمیں یہ بھی اطلاع ہے کہ ہمارے بہت سے اچھے اچھے لوگ کئی کئی

سال باہر کے ملکوں میں بڑی اچھی حالت میں رہتے رہے ہیں۔ وہ وہاں کیسے رہتے رہے ہیں؟ کیا یہ money laundering تو نہیں ہوتی رہی؟ کیا اس تفتیش کے لیے یہ سینیٹ یا پارلیمنٹ ازخودقدم اٹھانے کو تیار ہے؟شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ Constitutional Reforms Committee کے اس ہاؤس کے تقریباً 14 یا 15 افراد رکن ہیں اور جس میں زیادہ تر اپوزیشن اور government benches کے پارلیمانی لیڈران بھی ہیں، یہ کمیٹی آج ایک بجے سے کام کر رہی تھی اور کل پھر یہ afternoon کام کرے گی، یعنی اتوار کو بھی چھٹی نہیں کی اور کل بھی چھٹی نہیں کریں گے جبکہ سارا پاکستان چھٹی کرے گا۔ یہ بڑا اہم کام ہے، پاکستان کے آئین میں ترامیم کا کام ہے۔ اس سے زیادہ اہم کام تھا کہ اسے فی الفور آپ بلڈوز کریں۔ میں نے پرسوں بھی اس بات پر کہا تھا کہ جناب آپ یہ Bill پیش نہ کریں اور اس کے بعد بھی جب یہ Bill table ہوا تھا تو اس وقت بھی یہ بات ہوئی تھی کہ اس پر تفصیل سے بحث کریں گے۔ ہم نے اس وقت بھی واک آؤٹ کیا تھا۔ جناب چیئرمین! وسیم سجاد صاحب نے اتنی اہم ترامیم پیش کی ہوئی ہیں اس کو بہتر بنانے کے لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آخر کون سی ایسی ضرورت پیش آئی ہے کہ آپ نے اتنی جلدی کی۔آپ ہمارا انتظار کرلیتے۔ کمیٹی کی میٹنگ جب ختم ہوتی تو ہم لوگوں نے اپنے گھروں کو نہیں جانا تھا یہیں ایوان میں آنا تھا۔آپ اس کو tea break کے بعد کرلیتے یا تو یہ کہ ہمارے سیکرٹریٹ کو پتا نہیں تھا کہ یہاں کے اراکین وہاں کمیٹی کی میٹنگ میں بیٹھے ہوئے ہیں اور درخواست بھی کی گئی تھی اور اس میں وسیم سجاد صاحب کی آٹھ بڑی اہم ترامیم ہیں اور اس پر کمیٹی نے بھی کام کیا ہے اور ہمارے محترم سینیٹر جو اس ادارے کے چیئرمین بھی رہ چکے ہیں انہوں نے اس کو بہتر بنانے کے لئے بڑی محنت کی ہے اور ترامیم لائے ہیں اور ان پر بحث ہوسکتی تھی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ رویہ جمہوری نہیں ہے۔ میں اتحادی ہوں لیکن یہ رویہ جمہوری نہیں ہے کہ آپ ہر چیز کو بلڈوز کرنے کی کوشش کریں۔ وزیروں کے پاس اتنی فرصت نہیں ہے کہ یہاں آ کر بیٹھیں ۔ ایک آدھ وزیر آجاتا ہے اور یہاں بیٹھ جاتا ہے اور اپنا کام کرکے چلا جاتا ہے۔ اس وقت قومی اسمبلی کا اجلاس بھی نہیں تھا تو اگر یہ Bill tea break کے بعد پیش کردیا جاتا تو کون سی قیامت آجاتی۔ میں اور میرے وہ ساتھی جو ہمارے ساتھ تھے ان میں رضا ربانی صاحب ہیں ، شاہد بگٹی

صاحب تھے اور بہت سارے ساتھی جو حکومتی بینچوں پر تھے اس وقت موجود نہیں تھے ہم سب protest کرتے ہیں۔ آپ اس کا کوئی حل نکالیں کہ یہ بل دوبارہ debate ہو اور اگر اس کا کوئی حل نہیں نکلتا تو پھر یقیناً ہم بھی احتجاج میں شامل ہوں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی صابر بلوچ صاحب! ایک دفعہ اس بحث کو مکمل کریں پھر دیکھتے ہیں۔ جی صابر بلوچ صاحب۔

سینیٹر صابر علی بلوچ: شکریہ جناب چیئرمین! when the bill has passed. I don't find any human discussion on it. I think, it should be "enough is enough." جب پاس ہو گیا ہے تو ختم ہو گیا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ رحیم مندوخیل صاحب آپ بولیں

I think we waited till quarter to five or five thirty

تک کہ سب آجائیں گے۔ جی۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: میڈم ایجنڈے پر تھا routine کا ایجنڈا we took it up جی ایک منٹ رحیم مندوخیل صاحب بات کر لیں پھر نیر بخاری صاحب جواب دیں گے۔ جی۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! آپ کی بہت مہربانی کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ بنیادی بات تو یہ ہے کہ money laundering اس کے بارے میں میرے خیال سے ہم سب متفق ہیں کہ بہت مضر عمل ہے اور جو ہمارے ملک کی معیشت اور سماج کے لئے بڑا نقصان دہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو Money Laundering Bill پیش کیا گیا اس کے بارے میں یہ ضروری ہے کہ خاص procedure کے مطابق مناسب وقت دیا جائے اور پھر reading ہوتی۔ اس میں ہمارے آئین اور قانون کے مطابق بڑے مختصر وقت میں اور پھر ایسے حالات میں جیسے کہ دوستوں نے بھی کہا وہ یہ کہ یہاں سے باقاعدہ آئینی کمیٹی میں ہمارے اراکین تھے وہ سب وہاں کام کر رہے تھے اس لئے اس پر مناسب بحث نہیں ہوئی ہے، مناسب غور نہیں کیا گیا۔ اس حوالے سے یہ صحیح نہیں ہوا ہے اور اس پر ہم احتجاج کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ نیر بخاری صاحب! وہ سارا کچھ بتائیں جو کارروائی آج ہوئی ہے چار بجے سے لے کر ابھی تک۔ جی بگٹی صاحب آپ پہلے بول لیں۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ جیسے یہاں پر موجود بہت سارے معزز اراکین نے show concern کی ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ جمعہ کے دن جب یہ Bill lay کیا جا رہا تھا اور اس وقت بھی ہم نے تحفظات کا اظہار کیا تھا اور اس وقت مجھے یاد پڑتا ہے کہ چیئرمین صاحب نے ہمیں یقین دہانی کرائی تھی کہ جو پارلیمانی لیڈر اور دیگر اراکین Constitutional Reforms Committee میں مصروف ہیں ان کی فراغت کو دیکھتے ہوئے مناسب ایک وقت رکھیں گے تاکہ اس میں ہم اپنا input دے سکیں۔ اس پر ہم بات کر سکیں۔ آپ اس دن کی کارروائی نکلوا کر دیکھیں۔ یہاں پر ایک بار ایٹ لاء صاحب نے کہہ دیا کہ جی بل پاس ہو گیا ہے ابھی کوئی جواز نہیں بنتا ہے۔ بہرحال میں ان کی قابلیت کو چیلنج نہیں کرتا لیکن یہ ہمارا حق بنتا ہے۔ ہم ایک قومی ذمہ داری میں مصروف تھے چودہ سے زیادہ اراکین جس میں سے بیشتر جیسے حاجی عدیل صاحب نے کہا پارلیمانی لیڈر ہیں، ان میں سے بہت سارے اپنے اراکین کو کوئی guide line نہیں دے سکے ہیں۔ ہمیں اندھیرے میں رکھ کر یہ بل منظور کرایا گیا ہے۔ لہذا میں سمجھتا ہوں یہ ہمارے ساتھ ایک بہت بڑی زیادتی ہے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی نیر بخاری صاحب! آپ نے سب کے خیالات سن لئے ہیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: شکریہ جناب چیئرمین! آپ نے بڑی grace دکھائی اور بل کے پاس ہونے کے بعد بھی آپ نے معزز اراکین کو موقع فراہم کیا۔ گزارش یہ ہے کہ یہ بل جب اسٹینڈنگ کمیٹی کے پاس گیا اور پروفیسر خورشید صاحب اس کمیٹی کے رکن بھی ہیں اور اسٹینڈنگ کمیٹی نے اپنی رپورٹ پیش کی ہے۔ اسٹینڈنگ کمیٹی کی دو میٹنگز ہوئی ہیں۔ ایک میٹنگ میں پروفیسر صاحب موجود نہیں تھے اور ایک میٹنگ جو چوبیس فروری کو ہوئی اس میں پروفیسر صاحب موجود تھے اور جو اسٹینڈنگ کمیٹی نے رپورٹ پیش کی ہے اس کا پیرا دس ہے کہ کمیٹی نے اپنی observations دیں اور سفارش کی کہ بل کو پاس کیا جائے۔ پیرا گیارہ جو ہے اسی رپورٹ کا

“whether the Committee unanimously recommends that the bill as passed by the National Assembly may be passed by the Senate. So, point is this کہ جی only amendments were given by honourable Senator Wasim Sajjad Sahib and on Friday also this was deferred for today. The matter was taken up at quarter to six and for that matter it was never in my knowledge at least or either not conveyed that Mr. Wasim Sajjad wants it should be deferred for sometime and it should be taken later on. If they had conveyed to me certainly I would have requested the Chair that it should be taken later on. As far the other members have shown their concerns, as far Haji Adeel Sahib, their party representation was in the House. He never moved any amendment in it. The only amendment was moved by Leader of the Opposition and even the members from his party were present and in case he wanted to agitate on something he would have conveyed to the honourable members. Not a single member while present in the House, has opposed any of clause of the bill. Not a single member and the bill was passed unanimously. So the meaning by that the members who are not available, we don’t understand they were busy in another Constitutional Committee and that is very important thing, certainly we agree to that but they should have conveyed it to the other members alteast and none of them was conveyed and there was no opposition from the Chair and now when the bill has been passed, certainly I don’t think so, if at all they feel so, they are at liberty to bring their amendments subsequently also. There is no bar on it that they can’t move any amendment, they can move. If Haji Adeel Sahib wants to move certain amendments he can move that is his right he can move as a private member. Legally he can move all those amendments. So, the bill has been passed now so,

it would become an act after the assent is given by the President of Pakistan. Thank you very much.

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ جی میرا خیال ہے اس بحث میں تھوڑا آگے بڑھنا چاہیے۔ جی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: قائد ایوان نے میرا دو بار نام لیا ہے تو میں عرض کروں گا کہ کمیٹی میں ہمارے جو نمائندے ہوتے ہیں وہ کمیٹی میں پارٹی کی پالیسی کے مطابق ہر بات سے متفق نہیں ہوتے۔ بعض باتیں ان کی اپنی صوابدید کے مطابق بھی ہوتی ہیں۔ ہر معاملہ پارٹی کی ورکنگ کمیٹی کے پاس جا کر واپس کمیٹی میں نہیں آتا وہ پارٹی کے نمائندے بھی ہوتے ہیں اور ان کی اپنی صوابدیدی رائے بھی ہو سکتی ہے۔ ان کی رائے سے میں اختلاف بھی کر سکتا ہوں اور وہ میری رائے سے بھی اختلاف کر سکتے ہیں۔ ہم نے جب ایجنڈے میں یہ دیکھا۔ ہم نے اس دن بھی ذکر کیا اور اس بل پر وسیم سجاد صاحب کی ترامیم دیکھیں تو ہمیں وہ ترامیم بہت ہی اچھی لگیں۔ ہمارا خیال تھا کہ جب بحث ہو گی تو ہم ان ترامیم کی حمایت کریں گے لیکن اس دن بھی ہماری بات نہیں مانی گئی مجبوراً یہاں سے اٹھ کر آئینی اصلاحات کی جو کمیٹی ہے اس میں چلے گئے۔ آج پھر وہی صورت حال ہوئی ہے۔ آج ایجنڈے میں جناب وسیم سجاد صاحب کی دی ہوئی ترامیم شامل تھیں۔ آپ کو اتنا تو انتظار کرنا چاہیے تھا کہ اگر ہم نہیں تو کم از کم mover تو موجود ہوتے اور یہ بات اسی میٹنگ میں discuss ہوئی تھی اور ہم سینیٹ کی اجازت سے، اس دن جب چیئرمین صاحب بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے ہی کہا تھا اور ہم تو اس کی حمایت کرنا چاہتے تھے اور اس کو بہتر بنانا چاہتے ہیں۔ آخر مسئلہ کیا تھا کہ اتنی جلدی کی گئی۔ ہم تو support کرنا چاہتے ہیں، اس کو بہتر بنانا چاہتے ہیں۔ آخر problem کیا تھا کہ قائدِ ایوان نے اس دن بھی ایسے حالات پیدا کیے کہ ہم walk out کر کے چلے گئے اور آج بھی پھر ہماری عدم موجودگی پر وہ بڑے خوش نظر آتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میرا خیال ہے let us go forward. ابھی اس بحث میں تو نہ پڑیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: اس دن walk out میری وجہ سے نہیں کیا۔

They had certain other issues and for those issues today they had a meeting with the Prime Minister also.

جناب قائم مقام چیئرمین: جی وسیم سجاد صاحب کی بات سن لیں۔

Let's not bet into the acrimonious debate.

سینیٹر وسیم سجاد: جناب والا! یہ جو جلد بازی دکھائی گئی ہے، اس کے بارے میں ، میں نے کہا تھا یہ پاکستان کا Bill نہیں ہے باہر سے آیا ہے۔ اب میں صرف آپ سے چاہوں گا کہ آپ اس Bill کی Statement of Objects and Reasons پڑھ لیں یہ کہاں سے آیا ہے۔ لکھا ہوا ہے، Financial Action Task Force یہ غالباً امریکہ کی force ہے، and Asian Pacific Group یہ پاکستان کا نہیں ہے، which are responsible for monitoring compliance of AML/Combating Financing Terrorism regime by member countries, raised serious reservations on certain provisions of Pakistani Bill. ہمارے Bill پر باہر کے لوگ اعتراض کر رہے ہیں، اس لیے it is necessary to review this. جناب والا! یہ امریکہ کا Bill اگر پاکستان کے legislature میں آتا ہے تو کیا ہمیں زیب دیتا ہے کہ ہم اپنے لوگوں کی باتیں نہ سنیں اور ان کی باتیں سن کر Bill pass کردیں۔ جناب والا! میں چاہوں گا کہ ان حالات کے پیشِ نظر جب کہ امریکہ کا Bill یہاں pass ہو رہا ہے، یہ لکھا ہوا ہے، اعتراف ہے Government کا، تو مہربانی کر کے اگر یہ agree کریں تو motion move کر کے پہلے motion کو cancel کیا جائے اور اس کو دوبارہ سنا جائے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

Senator Prof. Khurshid Ahmed: Point of personal explanation.

جناب چیئرمین! قائدِ ایوان نے جو بات کہی ہے میں اس کا بڑا احترام کرتا ہوں لیکن وہ شاید یہ بھول گئے کہ اس رپورٹ میں ایک para 8 بھی ہے اور اس para 8 کے اندر کم از کم آٹھ نو نکات ایسے ہیں جن پر کمیٹی نے اپنے serious concerns کا اظہار کیا ہے۔ Para 10 اور 11 کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اس Bill کو discuss کیے بغیر، amendments پر غور کیے بغیر pass کردیں، کمیٹی نے یہ نہیں کہا۔ کمیٹی نے دو باتیں کہیں۔ پہلی بات یہ کہی ہے کہ یہ خرابیاں ہیں اور ہمارے سامنے کمیٹی نے، گورنمنٹ نے، Ministry of Finance نے اور FBR نے یہ commit کیا ہے کہ ہاں یہ

defective ہے، اس میں change کی ضرورت ہے اور within one year change لایا جائے گا۔

دوسری چیز، کمیٹی کی رپورٹ جب یہاں آتی ہے تو اس کے یہ معنی ہر گز نہیں ہوتے کہ آپ دو منٹ میں Bill کو منظور کرلیں۔ اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ Bill کے مقاصد پر first reading کے بعد discussion ہو۔ Second reading میں ایک ایک clause پر ہو۔ تیسری reading میں پھر پورے Bill کے اوپر ہو۔ یہ سب built in ہے۔ ان کا یہ کہنا کہ کمیٹی نے اسے منظور کرنے کے لیے recommend کیا ہے، میرا خیال یہ ہے کہ اس سے زیادہ ناانصافی کمیٹی کے ساتھ اور سینیٹ کے procedure کے ساتھ نہیں ہوسکتی۔ اس لیے میں نے ضروری سمجھا کہ اس کی وضاحت کروں اور ساتھ ہی یہ بات بھی یاد دلادوں کہ اس قانون کے چہرے پر صاف صاف لکھا ہوا ہے کہ expiry date اس کی 9th May 2010 ہے۔ یہ Bill اگر 9th May کو expire ہونے والا ہے تو آج 22 March کو کیا ضرورت تھی کہ Private Members Day پر private members business کے اوپر شب خون مار کے، گورنمنٹ اپنا business super-impose کرے اور اس کے بعد اس طرح چند منٹ میں اس کو منظور کرادے۔ یہ malafide ہے، اس لیے ہم اس پر احتجاج کرتے ہیں۔

سینیٹر وسیم سجاد: جناب! ہم احتجاجاً walk out کرتے ہیں۔

(اس موقع پر اپوزیشن کے اراکین walk out کر گئے)

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! میرا ارادہ نہیں تھا walk out کرنے کا لیکن I am constrained now to say that the Aims and Objects which the Finance Minister has signed, this does not behove a sovereign country. Mr. Chairman, kindly look at the aims and objects,

> "1. Financial Action Task Force (FATF) and Asian Pacific Group (APG) which are responsible for monitoring compliance of AML/Combating Financing Terrorism (CFT) regime by member countries, raised serious reservations on certain provisions of AML Bill, 2007. This required necessary review and

changes in the law to bring it in line with international standards."

And then it goes on,

"2. Amendment in AML Bill, 2007 were also part of conditionalities under Pakistan's Accelerating Economic Transformation Programme of ADB.

3. In order to meet requirements indicated by international bodies and lending institutions, the proposed amendments address and broadly provide for……., so on and so forth."

Mr. Chairman, this is absolutely appalling. Are we a sovereign nation or are we a nation which is under the yoke of IMF and World Bank? I am surprised how Cabinet allowed these aims and objects to be passed. These may have been our compulsions but you can't bring it on record like this. Mr. Chairman, I am sorry I would not have walked out but in protest on the aims and objects that are given here, making Pakistan subservient to the international financial imperialists, I am forced to walk out.

(At this stage Senator Mian Raza Rabbani, Senator Shahid Hassan Bugti, Senator Haji Mohammad Adeel and Members of ANP walked out from the House in protest)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بلوچ صاحب۔

Senator Sabir Ali Baloch: Sir, one thing I am going to point out is that these honourable Members who walked out, they should know the procedure and the law. Sir, look at here, this is Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate. Mr. Chairman, Rule 213 provides that a Member shall not speak on a question after the Chairman had put the question to the Senate. That's it.

جناب قائم مقام چیئرمین: Under rule تو یہ ہو نہیں سکتا، they were not alert ان کے پارٹی کے نمائندوں نے بھی اس پر کچھ بات نہیں کی۔

Senator Sabir Ali Baloch: The House should be in order. You were so kind......

جناب قائم مقام چیئرمین: میں نے تو موقع دیا ان کو-----

سینیٹر صابر علی بلوچ: جناب! Bill پیش ہونے کے بعد how you can give permission to a person کہ وہ اس پر اعتراض کرے؟

(اس موقع پر سینیٹر اے رحمٰن ملک (وفاقی وزیرِ داخلہ) اپوزیشن اراکین کو منا کر ایوان میں واپس لائے)

جناب قائم مقام چیئرمین: میڈم مہرین! آپ Treasury Benches والوں کو تو واپس لائیں، اپوزیشن والے تو gracefully آگئے ہیں۔ I give the floor to Rehman Malik sahib. رحمٰن ملک صاحب! اس issue کو بھی take up کریں وہ جو آج کا immediate issue ہے law and order کا، دونوں take up کریں۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک (وفاقی وزیرِ داخلہ): جناب چیئرمین! میں ہاؤس کے ماحول کو بہتر کرنے کے لیے پہلے وہ دو issues take up کر لیتا ہوں۔

whatever knowledge I have got, I will definitely share with the House.

جناب! ایک تو جو بچوں کے ساتھ زیادتی کوئٹہ میں ہوئی ہے، ابھی میں نے یہاں سے message لکھ کر بھیج دیا ہے to have the report on that one. یہ بہت ہی بری بات ہوئی ہے اگر بچوں کو پولیس نے مارا ہے،

we will take action اور جو اس پر ایکشن لیا جائے گا I will inform the House.

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بالکل مارا ہے، ٹی وی پر نظر آرہا ہے، اس میں کوئی دو رائے نہیں ہیں۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: جی جناب! میں House کو inform کروں گا۔ دوسری بات، مشرق اخبار میں ایک خبر آئی تھی last week جس میں یہ کہا گیا تھا کہ پختون بھائیوں کو پنجاب میں

arrest کیا جا رہا ہے خاص طور پر لاہور میں۔ میں نے .I.G اور Chief Secretary سے خود بات کی اور حکومت پنجاب کی، یا .I.G کی طرف سے یا Chief Secretary کی طرف سے کوئی اس قسم کی instructions یا policy نہیں ہے۔ اس کے بعد میں نے مشرق اخبار والوں سے بھی بات کی، انہوں نے کہا کہ سمجھ نہیں آئی کہ یہ خبر کیسے چھپی۔ اس پر complete report میں نے مانگی ہے جو مجھے next week تک موصول ہوجائے گی لیکن نہ تو federal level پر اور نہ provincial level پر اس طرح کی کوئی policy ہے۔ پاکستان کا کوئی شہری without any ethnic differentiation and discrimination کہیں بھی جاسکتا ہے۔ جو criminal ہے وہ criminal ہے، وہ پنجابی بھی ہے، وہ پٹھان بھی ہے، وہ بلوچی بھی ہے، کشمیری بھی ہیں، گلگت بلتستان سے بھی ہیں، تو وہ جو criminal ہیں ان کو ہم اس کے ساتھ compare نہیں کرسکتے۔ اس کے لیے ایک proper inquiry ہوتی ہے اور اس میں کوئی بھی ہوسکتا ہے۔ اس لیے اس طرح کا کوئی ایسا decision نہیں ہے کہ جو پختون بھائی ہمارے کسی شہر میں ہوں گے تو ہم ان کو arrest کریں گے۔ So this miscommunication and misunderstanding must be cleared. لیکن چونکہ یہ اخبار میں آیا تھا تو اس کی clarification کی ضرورت تھی۔ میں نے پنجاب حکومت سے writing میں مانگی ہے، وہ خط بھی میں آپ کو بتا دوں گا۔ انشاءاللہ جونہی وہاں سے رپورٹ آتی ہے۔ ادھر سے جواب آیا کہ ہمیں پختونوں کو بھی پنجاب میں مارا گیا ہے۔ میں نے کہا کہ میری نظر میں تو ایسا کوئی قصہ نہیں ہے۔ اگر وہاں کوئی ایک آدھ ایسا واقعہ ہوا ہے تو بہت ہی غلط ہوا ہے۔ پاکستان سارے پاکستانیوں کا ہے۔ کسی بھی زبان یا کسی بھی صوبے سے تعلق رکھنے والا آدمی جہاں چاہے رہ سکتا ہے۔ بہت سارے بلوچوں کے گھر کراچی میں ہیں۔ اب ہم کہیں کہ وہاں نہ جا کر رہیں۔ یہ تو غلط ہے۔ یہ آپ کے نوٹس میں لانے والی بات ہے کہ وہاں پر جو target killings ہو رہی ہیں، پچھلے دو سال سے ہو رہی ہیں۔ روزانہ دو چار Punjabi professionals, doctors, engineers مارے جا رہے ہیں۔ Please اس کا نوٹس لیں۔ .Thank you very much

سینیٹر اے رحمٰن ملک: جناب چیئرمین، میرے پاس last week کچھ سینیٹر حضرات اور Members of the National Assembly آئے تھے and they expressed their concern, particularly taget killing جو کوئٹہ میں غیر پختونوں کی اور غیر بلوچوں کی ہو رہی

ہے۔ میں نے اس بارے میں چیف منسٹر سے بھی بات کی اور میں نے اس بارے میں investigation کے order کیے تھے۔

مسئلہ یہ ہے Sir کہ جو اس وقت بلوچستان میں ہو رہا ہے یہ ایک بڑی سازش کا حصہ ہے۔ میں بہت زیادہ details میں نہیں جانا چاہتا لیکن یہ fact ہے کہ really ایک organization ہے، کچھ اور لوگ بھی ہیں جو باقاعدہ pay roll پر ہیں اور یقین کیجئے کہ مارنے کے پیسے علیحدہ ہیں، زخمی کرنے کے علیحدہ ہیں، گھر کو جلانے کے لیے علیحدہ ہیں۔ میری بہن جو ایک سینیٹر صاحبہ ہیں کے گھر حملہ ہوا، کلثوم صاحبہ، میں خود ان کے گھر بھی گیا اور میں نے ان کی تفصیل بھی لی۔ یہ بڑا غلط تاثر اور بڑی غلط چیز ہو رہی ہے کہ وہاں پر ایک particular sect کو ٹارگٹ کرتے ہیں۔ جیسے کہ ہم سب جانتے ہیں کہ سارے صوبے ایک مضبوط arm ہیں پاکستان کا، یہ چیز نہیں ہونی چاہیے۔ Frontier Corps کو وہاں پر post کیا گیا اور اگر وہ intercept کرتے ہیں اور کوئی action لیتے ہیں تو وہ کہتے ہیں جی یہ غلط کر رہے ہیں۔ اب اس مرتبہ جب وہاں پر President Sahib گئے تھے تو انہوں نے specially ایک task دیا تھا کہ اس کو تھوڑا سا work out کیا جائے اور اس مرتبہ جب President Karzai Sahib آئے تھے تو میں نے یہ point ان کے سامنے اٹھایا تھا۔ میں نے کہا کہ یہ ہماری information ہے اگر آپ کو چاہیے تو ہم اس کے signatures بھی دے دیں گے کہ لوگ مار کے واپس جاتے ہیں۔ ان کے Intelligence Chief بھی تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس چھ سے سات ہزار بلوچی youth ہے جو proper مہاجرین declare ہوئے ہیں۔ ہو سکتا ہے ان کا آنا جانا ہو لیکن ایسی بات نہیں ہے جناب۔ میں نے پہلے بھی ایک دفعہ in camera briefing دی تھی۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں حاضر ہوں جب بھی چاہیں میں دوبارہ briefing دے دوں گا لیکن میرا خیال ہے یہ صرف میری اس بہن کا احتجاج نہیں ہے بلکہ پوری دنیا کا ہے، پورے ملک کا ہے، بچے بچے کا ہے۔ کسی کو کسی کی جان لینے کا کوئی حق نہیں ہونا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں مسلمان کسی دوسرے مسلمان کی جان لے سکتا ہے اور نہ کوئی پاکستانی کسی پاکستانی کی جان لے سکتا ہے۔ ظاہر ہے یہ کوئی تیسری قوت ہے جو ہم میں لڑائی کروا کر تفرقہ ڈالنا چاہتی ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں اس پر کسی وقت briefing دے دوں گا۔ .There are many things جو کہ میں dispute نہیں کرنا چاہتا۔ اگر ہو سکتا کہ in camera ہو تو میں آپ کو پوری details دے دوں گا۔ اگر سینیٹ میں

نہیں توآپ کسی وقت Parliament House میں کسی separate committee room میں لے لیجئے، میں وہاں آپ کو عرض کردوں گا لیکن definitely there are problems, definitely there are enemies. There are definitely hostile elements who are after our Pakistan. Balochistan is a soft target and we are working on that. Can I speak Sir?

جناب قائم مقام چیئرمین: جی please.

سینیٹر اے رحمٰن ملک: جناب، بات یہ ہے جیسے ہمارے فاضل رکن وسیم صاحب کا اس میں بہت experience ہے اور ایس ایم ظفر صاحب نے جو باتیں کیں بڑی ٹھیک کی ہیں۔ بات یہ ہے کہ money laundering is not specifically targeting a particular section or a department or a certain profession. What is money laundering? It has come to the life of the people of the world. جس میں drug money آئی۔ اس میں کسی کو کوئی شبہ نہیں رہنا چاہیے کہ اس وقت بھی five billion کی trade پاکستان کی سرحدوں سے ہو رہی ہے۔ اور وہ پیسا آتا جاتا ہے۔ اگر اس وقت بھی آپ کو تفصیل چاہیے تو میں آپ کو دے دوں گا۔ جب Khanani and Kalia کو پکڑا اور سات لوگ اور پکڑے۔ پاکستان کا اس وقت reserve was at the bottom. We had no option but to take action. آپ کو یاد ہے دو سال پہلے میں نے شروع کیا۔ ڈیڑھ سال پہلے ہم نے جو لوگ پکڑے۔ ایک transaction جو چھ computers سے ملی اس میں ten billion dollars کی money laundering ہوئی۔ Hundi and Hawala is considered to be money laundering worldwide. جس میں زیادہ تر South Asia میں ہوتا ہے۔ جہاں سے لوگ باہر گئے ہوئے ہیں اور ظاہر ہے اپنے پیسے بھی بھیجتے ہیں اور آپ نے دیکھا ہے صرف اس action کی وجہ سے آپ کے account میں 16 billion dollar ہے اور 1.6 billion dollar پچھلی مرتبہ بڑھا۔ Just three weeks back میری meeting ان سے ہوئی جو foreign exchange کو deal کرتے ہیں۔ ہم نے کہا جی کہ آپ یہ کر رہے ہیں اور جو dollar کی official price, I welcome Raza Rabbani Sahib. Haji Sahib thank you for honouring my request. اب یہ ہے کہ پچھلے چھ مہینے سے جو پیسے کی ایک black

میں black marketing ہوتی ہے official marketing ہوتی ہے اور ایک marketing
ڈھائی روپے کا فرق تھا۔ تو Minister for Finance even requested in the Cabinet
کہ آپ اس پر کچھ عمل کریں تو.Sir, I carried out a few arrests جتنے بھی dealers
جن کے پاس licence نہیں تھے ان کو ہم نے پکڑا۔ Foreign exchange dealers کی
حکومت سے commitment تھی کہ وہ officially ایک بلین ڈالر مہینے کا دیں گے۔ That
brought about three hundred million dollars. اس پر جو ان کے agreement ہوا
میں نے کہا کہ I want a zero tolerance یعنی ان کا difference کم ہو جائے۔ جناب یہ
ضروری ہے اگر مجھے اجازت دیں تو میں دس منٹ لوں گا۔ آپ کا قیمتی وقت میں ضائع نہیں کروں گا۔
قوم کو جاننا چاہیے کہ ہم یہ بل کیوں لائے۔ بل کی کیا ضرورت ہے۔ میں دس منٹ میں wind up
کرتا ہوں۔

سینیٹر وسیم سجاد: ہمیں پتا ہے جی کیوں لائے ہیں، وہ تو پتا چل گیا ہے۔ میں ایک تجویز
دینا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سن لیتے ہیں پھر آپ کی suggestions بھی وہ سن لیں
گے۔

Sanator A. Rehman Malik: Sir, we are not in a *Neelam Ghar,* we are sitting in the Senate and your Minister is speaking. You need to listen to me because what I am telling is going in the world. Not only the world, the whole nation must also know sir. I mean, we can walk out for ten fifteen minutes but thank you very much for coming. Now, we have brought that difference to zero level.

اب اس وقت یہ بل میرے knowledge کے مطابق یو این نے ایک resolution
پاس کیا تھا کہ جو ملک money laundering کا بل پاس نہیں کرے گا تو دنیا میں اس کی financial
dealing ختم کر دی جائے گی۔ As far as my knowledge goes that یہ ایک
unanimous bill ہے جو یو این نے پاس کیا which is an organization well known

ہاں ایک چیز ہے کہ جو وسیم سجاد صاحب to me. I don't have to give the details. نے points اٹھائے تھے وہ بہت اچھے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو ضرور cater for کرنا چاہیے تھا۔ میرا خیال ہے کہ جو ہوا ہے اس کو ابھی بھی تھوڑا rectify کیا جا سکتا ہے۔ اگر آپ ایک کمیٹی بنا دیں اور جو انہوں نے ترامیم suggest کی ہیں Let them be re-examined. اور یہ سینیٹ میں کسی وقت بھی آسکتا ہے، اسمبلی میں بھی کسی وقت آسکتا ہے لیکن ظاہر ہے اگر بل ایک مرتبہ پاس ہو گیا تو there are legal complications but we are willing to sit with you. We are willing to talk to you because whatever we are doing, we are doing for Pakistan. پاکستان money laundering میں بدنام ہے جناب اور اس کو سیدھا کرنے کی ضرورت ہے۔ جہاں تک تعلق ہے accountants کا، banks کا as far as my international knowledge goes, کہ پوری دنیا میں جو suspicious transactions ہوتی ہیں، they are supposed to be reported by the bank, by the lawyers. اور lawyers government کو ایک undertaking دیتے ہیں کہ میں کسی بھی suspicious transaction کے بارے میں حکومت کو report کروں گا۔ اس کا ہرگز مطلب نہیں ہے کہ ہر بار پوچھا جائے گا۔ یہ تو بہرحال صوابدید آپ ہی کی ہونی چاہیے خواہ وہ accountants ہیں یا وہ وکیل ہے۔ وہ لکھیں کہ میرے پاس بندہ آیا تھا جو کہتا تھا کہ میرا چار کروڑ روپیہ فلاں جگہ transfer کروا دیں۔ اب یہ accountant کا حق بنتا ہے کہ وہ بتائے کہ چار کروڑ آئے تھے لیکن مجھے شک ہے۔

Government may take action on it. I don't think it should be directed but still if any lacuna or any discrimination which has come forward and which has been included in the Bill, I think we can resolve it in the committee. Thank you sir.

جناب قائم مقام چیئرمین: جی وسیم سجاد صاحب۔

سینیٹر وسیم سجاد: جناب میں سمجھتا ہوں جی آج کی بات چیت جو یہاں پر ہوئی ہے جس کے ذریعے جناب کو کچھ اندازہ ہو گیا ہو گا کہ ہم کیوں چاہتے ہیں کہ اس پر تفصیلی بات ہو۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ ہمارے تمام ساتھی، جتنی بھی parties ہیں انہوں نے محسوس کیا کہ یہاں جلد بازی کی گئی ہے

اور بل کو بغیر discuss کیے ، بغیر ان پہلوؤں پر غور کیے جس کا ذکر اب رحمان صاحب بھی کر رہے ہیں، ہم نے پاس کر دیا ہے۔ اب میری ایک تجویز ہے---

جناب قائم مقام چیئرمین: قائد ایوان! please note this suggestion.

سینیٹر وسیم سجاد: جناب والا! request ہو گی آپ کے ذریعے، Leader of the House کے ذریعے اور تمام وزراء کے ذریعے، to the President of Pakistan اب اس بل نے آصف علی زرداری صاحب کے پاس جانا ہے، Article 75 کے تحت ان کو اختیار ہے کہ وہ اس بل کو واپس کر دیں اور اس بل کو واپس کرتے ہوئے وہ کہیں کہ ان چیزوں پر دوبارہ غور کر لیا جائے۔ میں گزارش کرتا ہوں آپ کے ذریعے ، پریس کے ذریعے، وزرا کے ذریعے President of Pakistan کو کہ مہربانی کرکے کہ جو اختیار آپ کو Article 75 کے تحت دیا گیا ہے اسے استعمال کرتے ہوئے اس بل کو واپس پارلیمنٹ میں بھیجیں تاکہ پارلیمنٹ میں اس پر بحث ہو۔ ہمارا یہ حق بنتا ہے کہ ہم آپ کو بتائیں کہ اس میں کیا خامیاں ہیں۔ اس کے باوجود اگر پارلیمنٹ پاس کرتی ہے تو پھر بسم اللہ! اس کو ہم تسلیم کریں گے۔ میری یہ request ہے۔ میں جناب سے دوبارہ کہوں گا کہ constitutional طریقہ اختیار کرتے ہوئے ، ہماری request President of Pakistan کو convey کر دی جائے کہ مہربانی کرکے وہ اس بل کو sign نہ کریں اور واپس for reconsideration پارلیمنٹ کو بھیج دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ایسا کرنے سے معاملہ لمبا ہو جائے گا۔ ایک کمیٹی بنا دیں---

سینیٹر وسیم سجاد: جناب والا! یہ صدر صاحب کے اختیار کی بات ہے----

Mr. Acting Chairman: It has been passed from here. President has the power now.....

سینیٹر وسیم سجاد: جناب والا! مجھے یقین ہے صدر صاحب جمہوری روایات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہماری اس درخواست کو قبول کریں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نیر بخاری صاحب! Article 75 کو پڑھ لیں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bukhari: Sir in Article 75, the discretion is with the President. Now the Bill was passed by the National Assembly unanimously and it was unanimously passed

over here. If at all, they consider that there should be amendment in this Bill, let them bring the amendment and that can be referred back to the Committee. Let it be examined over there and if there is a consensus in the House or if it could be passed, we have no objection. It is with the House to decide it.

Mr. Acting Chairman: Mr. Wasim Sajjad.

Sanator Wasim Sajjad: As a Chairman of the Senate,

ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ جب آپ یہ Bill صدر صاحب کو بھیجیں گے تو ہماری یہ request ساتھ بھیج دیں۔

Mr. Acting Chairman: I will do it.

آپ اپنی request مجھے بنا کر دیں میں دستخط کر کے صدر صاحب کو بھیج دوں گا۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں ایک بات کی وضاحت چاہتا ہوں کہ رحمٰن ملک صاحب نے کہا ہے کہ اس کا UN draft نے دیا ہے۔ میرے علم کی حد تک یہ بات صحیح نہیں ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو وہ draft دکھائیں۔ میں نے جو کچھ پڑھا ہے وہ یہ ہے کہ بلاشبہ UN کا ایک resolution موجود ہے لیکن اس resolution کی روشنی میں پھر امریکہ نے یہ بنایا ہے، دوسرے ممالک نے بنایا ہے۔ UN نے اس کا کوئی model نہیں دیا اور اگر دیا ہے تو وہ ہمیں فراہم کریں۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: جناب والا! میں نے عرض کیا ہے according to the best of my knowledge جو کابینہ میں discuss ہوا کہ یہ internationally recognized draft ہے جو کہ ہم نے کرنا ہے۔ میری گزارش ہے کہ آپ اس کے لیے ایک کمیٹی بنا دیں اور آپ کا جو objection ہے that can be taken care of over there.

سینیٹر وسیم سجاد: ہماری request مان لیں ۔ صدر صاحب کو ہمارا message پہنچا دیں۔

Mr. Acting Chairman: I will do that. I will send in writing to the President on behalf of the House. I will send the

feelings of the Opposition to the President highlighting the reference of Article 75. Dr. Malik Sahib.

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: شکریہ جناب چیئرمین! آج کوئٹہ میں ہمارے پروفیسر فضل الباری صاحب کو مارا گیا ہے، میں اپنی پارٹی کی طرف سے اس کی بھرپور مذمت کرتا ہوں اور میں وزیر داخلہ صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ خدا کے لیے بلوچستان میں جو آگ لگ گئی ہے اس کو بجھاؤ۔ اتنا کافی نہیں ہے کہ فلاں کے مارنے کے لیے انڈیا اتنے پیسے دے رہا ہے۔ خدا کے لیے آپ لوگوں کو misguide نہ کریں۔ وہاں ایک مسئلہ ہے جس میں روزانہ لوگ مارے جا رہے ہیں۔ آپ سے کئی بار ہم نے گزارش کی ہے کہ بلوچستان میں ایک ایسا ماحول بنائیں، تاکہ آپ اس ماحول کو address کریں۔ آپ ہر بار اٹھ کر کہتے ہیں کہ انڈیا کرا رہا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ وہاں پر جو لوگ ہیں وہ یہ کر رہے ہیں۔ آپ خدا کے لیے، بلوچستان میں جو مصیبت آئی ہوئی ہے اس کو address کریں۔ اس کو justify نہ کریں۔ مجھے پتا ہے کہ کون لوگ ہیں، آپ کو بھی پتا ہے کہ کون ہیں۔ یہاں پر آپ چیزوں کو ایمانداری سے دیکھیں، ہم بار بار دو سال سے آپ سے گزارش کر رہے ہیں کہ ہم وہاں پر جل رہے ہیں۔ روزانہ وہاں پر اس قسم کے واقعات ہو رہے ہیں اور ان کو justify کرنے کے لیے اگر کوئی کہے کہ فلاں کروا رہا ہے تو ایسا نہیں ہے۔ میں پھر حکومت سے گزارش کرتا ہوں۔

جناب والا! میں ایک اور اہم point کی طرف آتا ہوں اگرچہ اس کا تعلق صوبائی حکومت سے ہے لیکن میں آپ کے توسط سے عرض کروں گا کہ بلوچستان میں water management کے project کے جو پندرہ سو لوگ نکالے گئے ہیں، وہ اس وقت بھوک ہڑتال پر بیٹھے ہوئے ہیں اور وفاقی حکومت یہ message دے رہی ہے کہ ہم لوگوں کو نوکریاں دے رہے ہیں، وہاں لوگوں کو نکالا جا رہا ہے۔ جناب والا! آپ ہماری آواز ان تک پہنچا دیں کہ یہ سارے پڑھے لکھے لوگ ہیں، آپ ان کو نکال رہے ہیں، یہ کہاں جائیں۔ آپ کی صوبائی حکومت لوگوں کے ساتھ اتنی زیادتی کر رہی ہے۔ جناب والا! آپ صوبائی حکومت کو کہیں کہ آپ نے جو پندرہ سو لوگ نکالے ہیں ان کو نوکریوں پر بحال کر دیں نہیں تو یہ سلسلے چلیں گے۔ آپ کا شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. I will write to the Provincial Government on your behalf. Rehman Malik Sahib.

سینیٹر اے رحمٰن ملک: جناب والا! میں پروفیسر فضل الباری صاحب کی شہادت اور بلوچستان میں ہونے والی ساری شہادتوں کو condemn کرتا ہوں۔ میرا ایک ہی سوال ہے کہ کیا وہ بے چارے پنجابی، ہزاروی یا پختون ہیں جنہوں نے guns اٹھائی ہوئی ہیں؟ کیا وہ grenade اٹھائے ہوئے ہیں؟ کوئی تو مار رہا ہے؟ اس کے پیچھے کون ہے؟ ماحول کو ٹھیک کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ میں سینیٹر عبدالمالک صاحب کے پاس دوبارہ جاؤں گا، ان کے ساتھ بیٹھوں گا، اور ان سے details لوں گا۔ اگر ان کے پاس ثبوت ہیں تو میں ضرور ان سے بات کروں گا لیکن جناب والا! سوال یہ ہے کہ ان واقعات کے پیچھے کوئی تو ہے۔ میں یہ عرض کرتا چلوں کہ ابھی چمن میں ایک گھر میں raid ہوا اور وہاں سے 40 grenade ملے، بارود کی بھری ہوئی دس بالٹیاں ملیں اور دنیا کا ہر قسم کا اسلحہ ملا، یہ اسلحہ کوئی تو دے رہا ہے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ایک عام پاکستانی، ایک عام بلوچی، کیا وہ کلاشنکوف afford کرسکتا ہے؟ کیا وہ grenade afford کرسکتا ہے؟ کون دے رہا ہے؟ میری عرض سمجھنے کی کوشش کریں کہ ایسے واقعات کے پیچھے کوئی ہے اور میں بڑا کھل کر کہہ رہا ہوں کہ کوئی ہے۔ میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ میں اس مسئلے پر دوبارہ آپ کو ایک briefing دیتا ہوں۔ یقین کریں میں کسی کو defend نہیں کر رہا ہوں۔آپ کو معلوم ہے کہ دو سال پہلے کیا صورت حال تھی، آج بھی آپ کو معلوم ہے۔ بات یہ ہے کہ آج تک جتنی شہادتیں ہوئی ہیں اور وہاں پر جتنی killings ہوئی ہیں، آپ دیکھیے! وہ کون لوگ ہیں۔ کیا وہ چاہتے ہیں کہ settlers چلے جائیں ۔ ایک بندہ بلوچستان سے جا کر افغانستان میں بیٹھ کر کہتا ہے بلوچستان میں کوئی پنجابی نہیں رہے گا۔ فلاں لوگ گھر چھوڑ کر چلے جائیں۔ غریب لوگوں کو مار رہے ہیں۔ کیوں مار رہے ہیں کہ وہاں پر ایک صورت حال پیدا کی جائے ۔ اس صورت حال کو ہم نے block کرنا ہے۔ ہم نے لڑائی نہیں کرنی۔ بلوچستان میں صدر صاحب خود گئے، وزیر اعظم صاحب گئے۔ ہم نے ایک پیکیج بھی دیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ حالات بہتر ہوں گے۔ اس وقت بگٹی کے علاقے کی صورت حال یہ تھی کہ وہاں روزانہ mines پھٹتی تھیں۔ میں اس کو justify نہیں کرتا، ہم نے جو کچھ وہاں پر کیا ہے اس سے کچھ لوگ خوش نہیں ہوں گے۔ وہاں سرداری نظام ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ ہم نے جو وہاں کارروائی کی ہے اب وہاں پر killing نہیں ہو رہی۔ میں آپ کو figures کے ساتھ بتا سکتا ہوں کہ killings کم ہوئی ہیں لیکن ابھی situation satisfactory نہیں ہے۔ بنیادی طور پر وہاں پر امن و امان کی صورت حال یہ ہے کہ نہ FC اتنی زیادہ ہے، نہ وہاں پولیس اتنی زیادہ ہے اور جہاں پر پولیس ناکام

ہوتی ہے پھر ہم وہاں FC deploy کرتے ہیں۔ اب وہاں پر پولیس بھی بڑھا رہے ہیں۔ ہاں! وہاں پر distress ہے، وہاں پر مایوسی ہے، میں اس سے بالکل متفق ہوں کہ جو مایوسی کے شکار علاقے ہیں ان کو دیکھنا چاہیے۔ میں نے خود main coast سے right up to check post 275 Km travel کیا ہے۔ Yes, ہمیں وہاں پر کام کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ جو پہلے نہیں ہوا وہ ہمیں کرنا چاہیے۔ آپ کی حکومت نے آپ سب کی endorsement کے ساتھ جو 'آغاز حقوق بلوچستان پیکیج' پیش کیا ہے اس میں سب کچھ کیا جا رہا ہے۔ میں نے خود جا کر کم سے کم چار ضلعوں کا دورہ کیا اور جو چیزیں چاہیے تھیں میں نے ان کی منظوری دی ہے۔ مجھے کہا گیا کہ ساری چیک پوسٹیں ختم کر دیں۔ مجھے پتا چلا کہ وہاں پر ایک ایسی چیک پوسٹ تھی۔ چونکہ وہاں پر چیک پوسٹ تو ختم کر دی لیکن جو کوسٹ گارڈز کے لوگ تھے تو پتا چلا کہ وہ رات کو گاڑی لے کر نکلتے ہیں اور کسی جگہ پر کھڑی کر کے لوگوں سے پیسے لیتے ہیں۔ میں نے وہ جگہ بھی ختم کرائی ہے۔ میں نے ابھی بات کی ہے کہ دو چار چیک پوسٹ ہیں، میں نے warnings دی ہیں اور اس کے بعد مجھے تین تین بڑے صفحوں کے D.O. letter آئے کہ اس میں اتنی سمگلنگ ہو جائے گی اور فلاں فلاں کام ہو جائیں گے۔ اگر بلوچستان کے عوام چاہتے ہیں کہ چیک پوسٹیں ختم ہوں۔ تو ہم ختم کر دیتے ہیں۔ We will use the other methods. میں نے وہ پانچ کلومیٹر سے سات کلومیٹر تک کا area دیا ہے and I have given them 15 days کہ within that time no check post should be there. اور میں انشاءاللہ دوبارہ جاؤں گا۔ I will give you the certificate here. دیکھیں 62 سال سے ماحول خراب ہے، جہاں پر مایوسی بھی ہے، law and order نہیں ہے اور ہر حق کو غصب کیا گیا ہے۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ جو بات کرتے ہیں بالکل ٹھیک کرتے ہیں کہ بلوچی بھائیوں کو ان کا حق ملنا چاہیے اور پشتون بھائیوں کو بھی ملنا چاہیے۔ وہاں پر جو چیزیں ان کو ملنی چاہیے تھیں نہیں ملی ہیں۔ آئیں! ہمیں بیٹھ کر اس پر کام کرنا چاہیے۔ ابھی ہم بہتری کی طرف جا رہے ہیں لیکن ایک چیز خدارا! ضرور اس پر توجہ دیجیے گا کہ پاکستان کو توڑنے کے درپے جو لوگ ہیں انہوں نے بلوچستان کو target پر رکھا ہے۔ آج شکر ہے اللہ کا کہ وہاں پر حالات بہتر ہو رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! میری request ہوگی کہ یہ معاملہ sensitive ہے، give me time سارے سینیٹرز میرے ساتھ بیٹھ جائیں I want to place everything before them. اگر میں کہتا ہوں کہ India involve ہے، yes, India is involved, they are after our independence. They have

been doing something with us. I have details اور میں ان کو روز دیکھتا ہوں۔ مجھے
پتا ہے کہ فلاں بلوچی بچے کو اٹھایا گیا ہے۔ اسے جا کر ٹریننگ دی گئی ہے اور اس کو ویزا فلاں جگہ سے ملا
ہے۔ اس کے بعد ہم نے اس پر action لیا ہے۔ وہ میری custody میں ہے۔ میں جانتا ہوں کہ اس
نے کیا کیا ہے؟ تو میں کیوں یقین نہ کروں تو وہ جو چیزیں ہیں میں ان کو بتانا چاہوں گا لیکن in
camera meeting میں۔ جب بھی آپ مناسب سمجھیں میں حاضر ہوں اور آپ کے ساتھ ہوں۔ اگر
آپ کے پاس کوئی suggestions ہیں جو وہاں کے حالات بہتر کر سکتی ہیں تو میں بالکل ساتھ ہوں۔

میں missing persons کے سلسلے میں بھی عرض کروں گا کیونکہ میں نے ایک TV
پروگرام دیکھا، ہمارے ایک اینکر دے رہے تھے۔ جب ہم نے take over کیا تو کہتے تھے کہ چھ ہزار
missing persons ہیں۔ جناب چیئرمین! میں نے دن رات اس پر لگائے۔ میں نے 17
meetings اس کے اوپر کی ہیں۔ میں یہ کوئی اپنی boosting نہیں کر رہا ہوں کہ میں نے یہ
action لیا ہے but I am telling you what actions were taken. اور ایک وقت
آیا کہ میں نے دیکھا کہ اس کی FIRs کتنی ہیں؟ پتا لگا کہ FIRs درج ہی نہیں ہوئی ہیں۔ میں نے کہا کہ
FIRs should be lodged. اور آج ہر چیز کی FIR درج ہو رہی ہے۔ جو آپ کا قانونی حق ہے
اور جس پر action لیا جا سکتا ہے تو اس کے لئے آپ نے FIR ہی درج نہیں کی تو آپ ان missing
persons کو کیسے ڈھونڈیں گے؟ اس کے بعد وہ 1100 figures تک پہنچی۔ مجھے ایک لسٹ ملی
ہے جس میں تقریباً 162 لوگ تھے، میں نے ان کے بارے میں بھی کام دیا ہے، میں ان پر بھی
progress چاہوں گا۔ خدارا! please trust me کہ یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ missing
persons, ابھی ہم نے کہا ہے کہ جا کر ہم بیٹھتے ہیں، میرے دوست سینیٹرز بیٹھ جائیں، مجھے بتائیں
کہ وہ لوگ کہاں ہیں، کیا وہ missing ہیں، give us a detail. جب ہم بلاتے ہیں total 25
لوگوں نے بتایا ہے کہ ہمارے لوگ missing ہیں۔ وہ لوگ کہاں ہیں؟ وہ لوگ ابھی بھی بلوچستان میں
ہیں۔ بلوچستان میں نہیں ہیں، وہ افغانستان میں ہیں۔ یہاں سے جاتے ہیں، ٹریننگ بھی لیتے ہیں اور ان
کے گھر کے لوگ کہتے ہیں کہ بھاگ گئے ہیں۔ میں ان کو وہ چیزیں بھی بتاؤں گا اور وہ details بتاؤں گا
اور وہ documentary evidences بتاؤں گا، کم از کم over 40 people جو اس وقت
دوسرے ملکوں میں بیٹھے ہوئے ہیں لیکن یہاں ہمارے missing list میں ہیں۔ ہمارے
پاس documentary evidences in terms of passports and in terms of

their movements ہیں۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ بہت سی چیزیں ہیں جو صرف سیاست برائے سیاست کرنے کے لئے ہوتی ہیں اور میڈیا کے لئے ہوتی ہیں لیکن میں آپ کو صحیح صورت حال بتانا چاہتا ہوں۔ اس میں سپریم کورٹ والی لسٹ بھی شامل ہوگی اور جو آپ نے دی ہے وہ بھی دوں گا بلکہ جب جان سلو کی اغوا ہوا تھا اس وقت چھ ہزار کی لسٹ آئی تھی اور ساتھ ہی یہ کہا تھا کہ 172 ہماری بہنیں missing ہیں۔ میں نے اس کو challenge کیا اور میں نے کہا ہے کہ come here and tell us, ایک بھی نہیں آیا جبکہ ایک کا نام آیا لیکن وہ کولہو میں اپنے گھر میں موجود تھیں۔ جناب چیئرمین! basically ایک conspiracy چل رہی ہے، اس conspiracy کو جو کہ پاکستان کی سالمیت کی خاطر، میں سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ جو اس کو promote کرتے ہیں وہاں پر، ظاہر ہے کہ ان کا حق ہے، ان کو اپنا پیسا ملتا ہے، they are actually hired assassins, they are the ones who are working not for Pakistan but against Pakistan. I will treat them as traitors جو information میں آپ کو دوں گا تو آپ بھی اسی طرح کہیں گے کیونکہ they are not doing something for Pakistan, they are doing it for... جو ان کے آقا ہیں باہر ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں جناب چیئرمین! کہ ایک chance ضرور دیں، ہم مل کر بیٹھیں اور میں دوبارہ بیٹھوں گا اپنے سینیٹرز اور MNAs دوستوں کے ساتھ۔ ایک کمیٹی میں نے نیشنل اسمبلی کی بھیجی تھی اور انہوں نے جو اپنی proposals دی ہیں ان پر بھی action لے رہے ہیں۔

Let us work together, the Balochistan needs us today. Everybody has to look into it and I assure you that the present Government is very very serious for Balochistan and will do everything possible on this sir, to make them happy to get their problems redressed. Thank you.

جناب قائم مقام چیئرمین: اس بحث میں آپ پڑتے جائیں گے۔ وہ تو بریفنگ دینے کے لئے تیار ہیں۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ خدا کے لئے غلط بیانی سے کام نہ لیں۔ جناب! آپ ہوائی جہاز سے سفر کرتے ہیں اور میں روڈ پر سفر کرنے والا ہوں۔ آپ کہتے ہیں کہ

چیک پوسٹیں اٹھائی گئی ہیں۔ اتل چیک پوسٹ کو اٹھایا گیا ہے اور اس کو زیرو پوائنٹ پر لگایا ہے۔ گوادر جاتے ہوئے تین جگہوں پر آپ کی تلاشی فرنٹیئر کور والے لیتے ہیں۔ جناب! یہ reaction کیوں ہو رہے ہیں؟ پانچ دن پہلے مجید بلوچ کو فورسز نے وحدت کالونی میں جا کر اس کو گھر میں مار دیا۔ اس کا یہ reaction ہو گیا۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ خدا کے لئے چیزوں کو صحیح معنوں میں دیکھیں۔ یہ reaction چل رہے ہیں۔ ہماری اور منسٹر صاحب کی figures میں اختلاف ہے لیکن missing کیوں ہیں؟ میں تو 15, 20 آدمیوں کے نام جانتا ہوں کہ جن کو بالکل لوگوں نے اٹھایا ہے۔ اگر وہ 1100 نہیں بلکہ 20 ہیں تو ان کو تو کورٹ کے سامنے لاؤ۔ آپ کا کونسا قانون ہے کہ آپ لوگوں کو اٹھا کر لے جائیں۔ میری گزارش ہے کہ آپ نے چیزوں کو ٹھیک نہیں کرنا ہے تو ٹھیک ہے آپ argument کریں۔ میں argument نہیں کرتا، میری آپ سے ہمدردانہ گزارش ہے کہ دو سال پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت رہی ہے، بلوچستان میں جو operation کے مسئلے ہیں، جو missing persons کے ہیں، جو گرفتاریاں ہیں اور مار کٹائیاں ہیں ان کو address کرو۔ آپ صرف اور صرف خوش فہمی میں ہیں کہ انڈین کروا رہے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ یہ لوگ جو اس وقت دھماکے کر رہے ہیں وہ کسی کے ساتھ نہیں ہیں۔ وہ خود ایک school of thought رکھتے ہیں، اس school of thought کو address کرنے کی ضرورت ہے، اس کو cool down کرنے کی ضرورت ہے، اس کو negotiate کرنے کی ضرورت ہے اور سرٹیفیکیٹ بانٹنے سے ہم مزید مشکلات میں پڑ رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! ہم مزید مشکلات میں پڑیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ میں جو feel کر رہا ہوں۔ We have a face to face meeting with the Interior Minister. جی شاہد بگٹی صاحب۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ جو ڈاکٹر صاحب فرما رہے ہیں وہ 100 فیصد درست ہے اور منسٹر صاحب جو چیک پوسٹوں کو ہٹائے جانے کے حوالے سے بیان دے رہے ہیں، اس کو بھی میں درست مانتا ہوں لیکن فرق کیا ہوا ہے کہ جو بلوچستان پیکیج کے تحت چھ یا سات چیک پوسٹوں کو ہٹانے کا وزیراعظم صاحب نے ہمیں assurance دیا تھا ان میں سے اکثر کو ہٹا کر انہوں نے نیا طریقہ رائج کیا ہے کہ اب وہاں پر موبائل چیک پوسٹ FC اور کوسٹ گارڈ نے شروع کر دیے ہیں۔ پہلے تو ایک پوائنٹ پر چیک پوسٹ قائم تھیں اور اب انہوں نے سو میل کے ایریا

میں گشت شروع کر دیا ہے اور جہاں جب چاہے اور جس کو چاہے وہ روک سکتے ہیں۔ Random checking انہوں نے شروع کی ہے جو کہ پہلے مستقل چیک پوسٹوں سے یہ زیادہ عذاب بن گیا ہے۔

نمبر۔ 2 جناب والا! لہری چیک پوسٹ جو کہ بلوچستان پیکیج میں mention ہے، جناب چیئرمین! اس کے بارے میں تو میں آپ کو دعوے سے کہتا ہوں کہ میں نے وہاں ڈومکی قبیلے کے معتبرین ہیں، ڈومکی قبیلے کا علاقہ ہے۔ ایک ہفتہ پہلے تک وہ موجود تھی۔ جہاں تک یہ missing persons کا تعلق ہے۔ ہمارے معزز وزیر صاحب کہتے ہیں کہ یہ رہا کر دیے گئے ہیں۔ ہم باقی لسٹ پر نہیں جاتے ہیں۔ بلوچستان کے ایک sitting Minister نے گوادر میں جب NFC Award کی ceremony ہو رہی تھی تو وہاں پر انہوں نے ان کو ایک لسٹ دی۔ جناب چیئرمین! میں کہتا ہوں کہ مجھے معزز وزیر صاحب یہ بتا دیں کہ اس لسٹ میں سے کتنے لوگ آج تک رہا ہوئے ہیں؟ کچھ اقدامات تو کئے جائیں نا۔ لوگوں کو اٹھایا جا رہا ہے لیکن جو already غائب ہیں ان میں سے جناب! کوئی بھی رہا نہیں ہو رہا ہے۔ ہم معزز وزیر موصوف سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ حوالداروں کی reports پر یقین نہ کریں اور نہ ہی ان کی reports پر rely کریں، یہ stereotype reports ایوب خان کے وقت سے بنتی چلی آ رہی ہیں۔ Intelligence reports بھی وہی ہوتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے فلاں کو فلاں جگہ تک پہنچا دیا ہے۔ یہ reports گھر بیٹھ کر بنائی جاتی ہیں۔ خدا کے لیے جناب والا! یہ policies تبدیل کریں۔ ایک حوالدار کی report پر case بنتا ہے اور اس کو ہر کوئی endorse کرتا ہے اور وہ ایک stereotype report ہوتی ہے اور وہ جب ان کی tables پر آتی ہے، جناب والا! وزیر داخلہ ہر جگہ نہیں پہنچ سکتا ہے، ان کو زیادہ تر ان reports پر rely کرنا پڑتا ہے لیکن ہم انہیں یقین دلاتے ہیں as a ذمہ دار citizen of this country, sir, as a member of the Parliament کہ وہ ساری stereotype reports ہوتی ہیں اور جناب والا! مجھے یقین ہے کہ اگر آپ اس وقت ہمارے ساتھ یہاں بیٹھے ہوتے اور وہاں بیٹھ کر Chair نہیں کر رہے ہوتے تو آپ بھی اس بات کو endorse کرتے کہ یہ ساری stereotype reporting ہوتی ہے اور پھر جب یہ reports اوپر آتی ہیں، ان پر ایک بہت بڑی policy بنائی جاتی ہے جو ایک حوالدار کی جھوٹی report پر مبنی ہوتی ہے۔ جناب والا! میں آج بھی کہتا ہوں کہ وہاں پر یہ missing persons کا issue ایک burning issue بنا ہوا ہے اور جہاں تک check posts کی بات ہے، ان کو

remove ضرور کیا گیا ہے، میں اس حوالے سے وزیر صاحب کو challenge نہیں کرتا لیکن اس کا نعم البدل اور بد ترین شکل میں ہمارے سامنے آیا ہے۔ شکریہ جناب۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میرے خیال میں ہم ایسے کرتے ہیں کہ we have to sit and face کیونکہ ابھی اور ممبران بھی ہیں۔ جی حاصل بزنجو صاحب۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: ہماری بلوچستان پولیس کا اور ہماری Federal Government کا رویہ بالکل ایک ہے۔ بلوچستان میں صورت حال یہ ہے کہ کوئی بھی مارا جائے وہاں ایک خبر آتی ہے کہ اس کی ذمہ داری BLA نے یا سپاہ صحابہ نے یا فلاں organization نے قبول کر لی ہے اور وہ کھاتا وہاں بند ہوجاتا ہے کیونکہ اس نے تو قبول کر لیا ہے۔ یہاں صورت حال یہ ہے کہ جو بھی عمل ہوتا ہے یہ کہہ کر اس case کو بند کردیتے ہیں کہ اس میں Indians involve ہیں۔ اس میں Indians ہیں، اس میں افغانی ہیں، اس میں افغان حکومت ہے، اس میں امریکن ہیں، جو بھی ہیں ان چیزوں کو سامنے لائیں۔ you have to expose them. صرف یہ کہہ کر کہ اس میں India involve ہے، اس کو ختم نہ کریں۔ چاہے India ہو، or it is coming from Iran, تو ایران حکومت اس کی ذمہ دار ہے۔ If it is coming from Afghanistan that means Afghan Government is also involved. اگر یہ چین کے بارڈر سے آرہا ہے--- یہ لوگ کہاں سے آرہے ہیں۔ میں جناب والا! پورے ہاؤس کی توجہ چاہتا ہوں ایک منٹ کے لیے۔ میں وزیر داخلہ صاحب سے درخواست کروں گا، جو دبئی بھاگ گئے ان کو ہم missing نہیں سمجھیں گے، جو fake ہیں اور جو training کے لیے افغانستان گئے ہیں ہم ان کو missing نہیں سمجھتے۔ میں وزیر داخلہ سے آپ کی موجودگی میں یہ commitment لیتا ہوں کہ وہ list جس پر ہم 100% confirm ہیں کہ وہ missing لوگ ہیں، وہ اس وقت نجانے کن کن جگہوں پر پڑے ہوئے ہیں، ہم ان کی list ان کو دیں گے وہ ہم سے وعدہ کریں کہ کتنے دن میں وہ لوگ ہمیں produce کریں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: رحمٰن ملک صاحب! آپ اپنے closing remarks دیں۔ پھر ہم Water and Power کا مسئلہ لیں گے۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: میں commitment سے ایک step آگے جاتا ہوں۔ میں ان کو اس ٹیم کا چیئرمین تسلیم کرتا ہوں۔ یہ جو چیز چاہیں گے میں ان کی خدمت میں حاضر کروں گا۔

جس جگہ یہ جانا چاہتے ہیں میں ان کو access دوں گا۔ جس جیل میں جا کر دیکھنا چاہتے ہیں وہاں میں ان کو access دوں گا۔۔۔۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اب اس بحث میں تو نہ پڑیں۔ اس طرح ہاؤس نہیں چلے گا۔ Honourable Members from Balochistan have conveyed their feeling and the Interior Minister has also taken it up.

سینیٹر اے رحمٰن ملک: دوسری بات جناب والا! میں check posts کے بارے میں عرض کردوں کہ yes, all the check posts have been removed لیکن ابھی جو انہوں نے چیزیں بتائی ہیں، I will take note of it and I promise that within 48 hours, you will have some..... میں ان سے ملوں گا اور جن جن جگھوں پر یہ بتا رہے ہیں، action will be taken and he will tell you himself that this action has been taken. جہاں تک تعلق ہے missing persons کا، یہ ایک serious مسئلہ ہے، میں یہ ہاؤس سے request کروں گا کہ ایک کمیٹی بنائیں، میرے ساتھ بیٹھیں، ہوسکتا ہے میری قابلیت اتنی نہ ہو، ہوسکتا ہے میں وہاں تک نہ پہنچ سکوں لیکن میں مالک صاحب اور بزنجو صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اندر کی بات بھی پتا کروں، ہوسکتا ہے کہ وہ چیز ہم تک نہ پہنچی ہو۔ آپ ٹھیک کھتے ہیں کہ report صحیح نہ ہو لیکن ابھی تک جو reports آئی ہیں ہم نے ان پر action لیا ہے اور ابھی تک جو ہمارے پاس ہیں وہ صحیح ہیں۔ میں ان کے سامنے رکھ دوں گا اگر وہ دیکھنا چاہتے ہیں تو میں ان کو دکھاؤں گا اور پھر آپ بتائیں کہ ہمیں کیسے آگے چلنا ہے اور ہم چلیں گے انشاءاللہ کیونکہ وہ missing person کسی نہ کسی کا تو وہ پیارا ہے اور حکومت کی جو responsibility ہے کہ اگر ایسی کوئی چیز ہمارے notice میں آتی ہے تو اس پر action لینا ہمارا فرض ہے اور میں promise کرتا ہوں یہاں ہاؤس میں کہ I will work with him and we will work it out to the last till we get it. Thank you, sir.

Mr. Acting Chairman: Thank you. Raja Parvez Ashraf sahib, please take the floor.

راجا پرویز اشرف (وزیر برائے پانی و بجلی): شکریہ جناب چیئرمین! آج دو معزز ممبران کی طرف سے پوائنٹ آف آرڈر پر نکات اٹھائے گئے۔ ایک پوائنٹ آف آرڈر پر معزز ممبر نے اپنے بیان

میں یہ فرمایا کہ برادر ملک ایران سے سستی بجلی مل رہی ہے اور حکومت ان سے بجلی حاصل کرنے کی بجائے مہنگی بجلی خرید رہی ہے۔ اس سے یقیناً یہ تاثر مل سکتا ہے کہ حکومت کی اس میں کوئی کوتاہی ہے۔ میں اصل صورت حال ہاؤس کے سامنے رکھنا چاہوں گا۔

جناب چیئرمین! ایران جو کہ ہمارا برادر پڑوسی ملک ہے اس وقت ہم ان سے صرف 39 میگاواٹ بجلی گوادر کے علاقے کے لیے حاصل کر رہے ہیں۔ یہ بجلی 5.3 سینٹ پر ہمارے پہلے معاہدے کے مطابق مل رہی ہے اور یہ معاہدہ 2009 میں ختم ہوا۔ اب وہ اس معاہدے کو بڑھانا چاہ رہے ہیں اور ان کی ڈیمانڈ 11.50 سینٹ فی کلوواٹ کے حساب سے ہے۔ ان کے ساتھ ہماری گفت و شنید جاری ہے۔ اس مہینے پاکستان کا ایک وفد پیپکو، وزارت بجلی و پانی ایران گئے اور وہاں پر ان سے بات چیت ہوئی۔ انہیں ہم نے 7.5 سینٹ کی offer کی وہ بھی کچھ نیچے آئے اور انہوں نے 8.56 پر بات کرنے کی کوشش کی، اس پر مزید بات چیت ہو رہی ہے ہماری embassy بھی اس میں شامل ہے۔ یہاں کے ایمبیسڈر سے بھی پیپکو نے گزارش کی ہے کہ وہ اپنے good offices کو استعمال کریں تاکہ اس پر جلد فیصلہ ہو جائے۔ بجلی کی ترسیل جاری ہے۔

دوسرا ہمارا ان کے ساتھ agreement ایک سو میگاواٹ کا ہے۔ اس کے لیے ایرانی بنک نے قرضہ دیا ہے اور ایرانی کمپنی سنیل کے ساتھ ایک معاہدہ طے پا گیا ہے ان کو 220 KV کی لائن بنانے کے لیے کنٹریکٹ دے دیا گیا ہے اور وہ 2011 میں مکمل ہو گی۔ ہم یہ ایک سو میگاواٹ بجلی گوادر کے لیے لیں گے اور گوادر میں یہ بجلی حاصل کرنے کے لیے ہم نے اپنا گرڈ سٹیشن وقت سے پہلے مکمل کر لیا ہے۔ اس میں کسی قسم کی کوتاہی ہماری طرف سے نہیں ہو رہی بلکہ اس پراجیکٹ پر کام ہو رہا ہے اور اس نے 2011 میں مکمل ہونا ہے۔

تیسرا معاہدہ ایک ہزار میگاواٹ کے لیے ہے جس پر جولائی 2009 میں دستخط ہوئے۔ اس کی رو کے تحت ایرانی کمپنی مشاہید اور مشانیل اور NESPAK نے feasibility report بنانی تھی جس کی draft report اس ہفتے موصول ہو چکی ہے۔ اس پراجیکٹ پر پانچ سال لگیں گے۔ ایران نے جہاں سے ہمیں بجلی دینی ہے، ان کا پروگرام یہ ہے کہ وہ زاہدان سے گیس پائپ لائن ایران پاکستان بارڈر لائن پر لے کر آئیں گے۔ وہ کوئی چار سو کلومیٹر ہے۔ اس کے بعد وہ وہاں پر اپنے generating plant لگائیں گے۔ Generation plant لگنے کے بعد ہماری لائن بارڈر سے لے کر جہاں پر ہم evaluate کرنا چاہتے ہیں وہاں تک پانچ سال کا عرصہ لگے گا۔ کوئی ایسی صورت حال نہیں کہ ہم کل وہاں سے بجلی

حاصل کر سکیں یا مہینے میں حاصل کر سکیں۔ اس میں کوئی کوتاہی نہیں برتی جا رہی۔ یہ تاثر بالکل غلط ہے۔ میں معزز ممبر کی اطلاع کے لیے اور ریکارڈ کی درستگی کے لیے یہ بات کرنا چاہ رہا تھا۔ جو حقیقت حال ہے وہ میں نے آپ کے سامنے رکھ دی ہے۔

جناب چیئرمین! دوسرا پوائنٹ آف آرڈر ہمارے معزز ممبر کرنل مشہدی صاحب کا تھا۔ پچھلے مہینے 1 روپے دو پیسے جو قیمت بڑھی ہے اس کے بارے میں انہوں نے بات کی۔ میں آپ کی وساطت سے گزارش کرنا چاہوں گا-------

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: وہ بجلی تو جو بڑھنی تھی وہ بڑھ گئی، last September میں بھی بڑھ گئی یہ جواب آرہی ہے اور 6% جو آپ نے آئی ایم ایف کو promise` کیا ہوا ہے۔ That was my point

جناب قائم مقام چیئرمین: راجا صاحب اسی کا جواب دے رہے ہیں۔

راجا پرویز اشرف: جناب چیئرمین! معزز ممبر کا جو پوائنٹ آف آرڈر ہے وہ لکھا ہوا بھی میرے سامنے موجود ہے اور جو انہوں نے فرمایا وہ میں نے خود سنا ہے لہذا مجھے علم ہے کہ انہوں نے کیا فرمایا اور وہ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے tariff determination کی بات کی ہے۔ Tariff determination بنیادی طور پر NEPRA کا کام ہے جو ایک regulator ہے وہ پاکستان میں tariff determine کرتا ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ ہم نے ایک سال میں 60% tariff کو increase کیا ہے۔ میں ان کی اطلاع کے لیے کہنا چاہتا ہوں کہ جو exact increase ہے وہ 19.3% ہے وہ 60% نہیں ہے۔ کہیں سے غلط اعداد و شمار ان کو ملے ہیں۔ اس کے بعد بد قسمتی سے ہمارا جو energy mix ہے over a period of time اس کی طرف دھیان نہیں گیا۔ وہ اس وقت imbalance ہے۔ ایک وقت تھا کہ پاکستان میں بجلی پانی سے زیادہ پیدا ہوتی تھی۔ اگر کوئی تھرمل یونٹ تھے وہ گیس پر چلتے تھے اب یہ ہوا ہے کہ پچھلے دس بارہ سال سے ہم نے hydro generation کی طرف کوئی دھیان نہیں دیا اور گیس deplete ہوتی رہی، اس کی ترسیل کم ہو گئی۔ اب جتنے بھی ہمارے generating units ہیں وہ تیل پر چل رہے ہیں۔ RFO کے اوپر regular furnace oil کے اوپر چلیں گے اور اس سے سارا imbalance ہوا اور اخراجات بڑھ گئے۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایک روپے دو پیسے کی جب انہوں نے بات کی تو اس پر میں عرض یہ کرنا چاہوں گا کہ

اگر آپ یہ چارٹ دیکھیں تو کیونکہ اگر تیل کی قیمت بڑھتی ہے تو اس لحاظ سے اس کی قیمت میں اضافہ ہوتا ہے اور اگر کم ہوتی ہے تو کم ہوتا ہے۔ اب جولائی 2009 میں 38 پیسے کم ہوئی کیونکہ furnace oil کی قیمت کم ہوئی ۔ اگست میں 13 پیسے فی یونٹ کم ہوا کیونکہ وہاں پر بھی تیل کی قیمت کم ہوئی ۔ ستمبر میں دو پیسے فی یونٹ بڑھ گئی۔ اسی طرح اکتوبر میں 51 پیسے بڑھی اور جنوری میں ایک روپے دو پیسے اس لیے بڑھی کہ hydel generation نہیں ہے۔ آج بھی بد قسمتی سے hydel generation نہیں ہے۔ جو hydel generation zero ہو گئی تو سارا لوڈ furnace oil پر چلا گیا۔ Furnace oil مہنگا ہے جس کی وجہ سے قیمت بڑھ جاتی ہے۔

جناب والا! میں یہاں پر یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ معزز ممبر نے یہ بھی کہا اور میں سمجھتا ہوں انہوں نے درست کہا کہ آئی ایم ایف کی conditions کی وجہ سے یہ constraints ہیں کہ ہم subsidy نہیں دے سکے، subsidy اب بھی ہم دے رہے ہیں۔ پچپن ارب روپیہ پیپکو کو دے رہے ہیں۔ پندرہ ارب روپے کراچی الیکٹرک سپلائی کے لیے ہے۔ دس ارب روپے فاٹا کے لیے ہیں جہاں سے ہمیں بل نہیں ملتا۔ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس وقت اگر oil پر بجلی generate کرتے ہیں تو یہ دس روپے چالیس پیسے فی یونٹ قیمت پڑتی ہے۔ اگر آپ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: سن تو لیں۔

راجا پرویز اشرف: میں لینے کی بات نہیں میں cost کی بات کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میڈم آپ مجھ سے بات کریں۔

سینیٹر گلشن سعید: جناب والا! ملک میں بجلی نہ ہونے کی وجہ سے تباہی ہوئی ہے۔ آپ نے جہاں سے لینی ہے، قرض لینی ہے، مہنگی لینی ہے، خیرات میں لینی ہے جو لینی ہے لیں۔ کم از کم بجلی تو مہیا کریں۔ یہاں پر غدر مچا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میڈم ان کی بات تو سنیں۔

سینیٹر گلشن سعید: میں نے اسی لیے آپ سے اجازت مانگی تھی کہ پہلے مجھے سوال کر لینے دیں پھر میں ان سے جواب لوں۔ آپ کسی ملک سے قرضہ لے لیں، آپ بجلی تو دیں نا۔ سارے پاکستان کے کام ٹھپ پڑے ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

راجا پرویز اشرف: جناب چیئرمین! معزز ممبر صاحبہ نے درست فرمایا ہے۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ سب سے مہنگی بجلی وہ ہے جو ہمارے پاس نہیں ہے۔ اس کی قیمت ہمیں سب سے زیادہ ادا کرنا پڑتی ہے I fully agree لیکن جناب چیئرمین، میں آپ سے عرض کرنا چاہوں گا کہ اس میں کوئی quick solution نہیں ہے۔ ایسے نہیں ہو سکتا کہ ہم کہیں کہ راتوں رات یا کوئی چھ آٹھ مہینے میں کوئی انقلاب لے آئیں۔ اس میں ایک ہی طریقہ تھا اور اب بھی وہی طریقہ ہے اور میں آج بھی floor of the House کھڑا ہو کر یہی کہہ رہا ہوں۔ اس وقت بھی میں نے استدعا کی تھی اور میں نے اس پر شور مچایا تھا کہ جس وقت آپ کہتے ہیں کہ ہم رینٹل نہیں لینا چاہتے تو اس کے علاوہ آپ کے پاس کیا طریقہ ہے کہ سال ڈیڑھ سال میں آپ کو بجلی ملنی شروع ہو جائے۔ مہنگی ہو گی، کتنی مہنگی ہو جب ADP نے یہ کہا کہ 9.3 مہنگی ہو گی اگر اب دو ہزار میگاواٹ لیں، اگر تیرہ چودہ سو میگاواٹ لیتے ہیں تو 6.1 فیصد مہنگی ہو گی لیکن آپ دیکھیں کہ کتنا طوفان اٹھا جس پر مجھے دکھ بھی ہے۔ یہ ہمارا قومی مسئلہ ہے۔ جب ہم اس کو deal کرنے کے لیے جاتے ہیں تو وہاں بھی ہم اپنے political point scoring کرتے ہیں۔ میں اپنے آپ کو بہت اچھا نہیں کہتا، میں یہ نہیں کہتا کہ ہم point score نہیں کرتے۔ ہم بھی کرتے ہیں۔ مجموعی طور پر ہم نے اپنی ایک عجیب حالت بنا لی ہے۔ ایک عادت develop کر لی ہے کہ بغیر اعداد و شمار کے، بغیر تحقیق کئے ہوئے، ہم الزامات لگاتے ہیں۔ چاہتے یہ ہیں کہ اس میں اتنا بگاڑ پیدا کیا جائے اور یہ کام نہ ہو۔ آپ کو پتا ہے کہ رینٹل پراجیکٹ پوری دنیا میں ایک short term solution ہے۔ سعودی عرب نے سترہ سو میگاواٹ کے رینٹل پاور لگائے۔ انڈیا جس کو چالیس ہزار میگاواٹ کی کمی ہے انہوں نے کنٹریکٹ کر لیا۔ سری لنکا میں ہے، امریکہ میں rental power لگے ہوئے ہیں، انگلینڈ نے بھی ابھی حاصل کئے ہیں۔ یہ ایک short term solution تھا اس کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ اگر ہم hydel لگانے جاتے ہیں، سستی بجلی تو سب کو پتا ہے کہ ایک ڈیم کتنے کا بنے گا۔ Run of river project بنانے میں سات آٹھ سال لگتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئلے پر جاتے ہیں، کوئلے پر اگر imported پر بھی لگاتے ہیں تو اس پر پانچ سات سال کا پراجیکٹ ہے۔ کوئلے کا سارا نظام وضع کرنا پڑتا ہے، کوئی ایک دن میں تو نہیں ہو جاتا۔ یہ ساری صورت حال میرے سامنے بھی تھی۔ آپ یقین جانیں بحیثیت وزیر بجلی و پانی سب سے زیادہ pressure میرے اوپر ہے۔ میں ذہنی طور پر اس چیز کو سمجھ رہا

تھا اور میں نے یہ فیصلہ نہیں کیا تھا۔ میں نے دنیا جہان کے experts بٹھا کر اس پر لمبی چوڑی discussion, threadbare discussion کے بعد فیصلہ یہ ہوا کہ what is the solution آپ بتائیں۔ میں آج بھی عرض کرنا چاہتا ہوں point scoring تو ہم کر دیتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہماری installed capacity اتنی ہے وہ کہاں گئی۔ بھئی 1960 installed capacity میں جب آپ نے projects لگائے تھے یہ اس وقت تھی، آج ان مشینوں کی capacity وہ تو نہیں ہے۔ وہاں گیس نہیں ہے، وہ تیل پر چل رہی ہے۔ نو دس سال میں پراجیکٹ ہم نے کوئی لگایا نہیں ہے۔ اگر آپ کو پانچ سال بعد بجلی چاہیے تو آج اس کا پلان تو کرنا ہے۔ میں floor of the House کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ جب اتنی mud slinging کی گئی کہ کوئی شریف آدمی، کوئی political worker بھی یہ نہیں چاہتا کہ اس کی wrong picture پیش کی جائے، کوئی پارٹی یہ نہیں چاہتی، حکومت نہیں چاہتی، آپ بھی نہیں چاہتے تو اس کو defensive کیا گیا اور ایشین ڈویلپمنٹ بنک کو بولا گیا کہ وہ validity کرے اور یہ ہم نے کہا، وزیراعظم پاکستان نے کہا، ساڑھے پانچ مہینے میں وہ رپورٹ ہمیں ملی۔ It took them five and a half month ایک ایک چیز کو analyze کیا۔ پورے ایکسپرٹ انہوں نے بٹھائے and what is the output آج اس کو بھی غلط interpret کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں deficiency ہے، short fall ہے، انہوں نے کہا آپ کو ضرورت ہے، آپ یہ لگائیں، یہ پہلے آٹھ لگائیں، آپ نے تو ہمیں hold کروا دیا۔ یہ قومی نقصان ہے۔ میں آج بھی کہتا ہوں، یہ سر تاج عزیز صاحب کی رپورٹ ہے کہ بجلی نہ ہونے کی وجہ سے 240 ارب روپے سالانہ آپ کو نقصان ہے۔ یہ آپ کی national growth پر اثر پڑ رہا ہے۔ سات آٹھ فیصد آپ کی ڈیمانڈ بڑھ رہی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس سے بھی زیادہ بڑھ رہی ہے۔ انہوں نے دو scenario دیئے، ایک high demand scenario ایک low demand scenario اس کے باوجود انہوں نے کہا کہ آپ اس کو فوراً لے کر آئیں-----

(مداخلت)

راجا پرویز اشرف: سن تو لیں۔

سینیٹر گلشن سعید: یہ بات عام لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی۔

راجا پرویز اشرف: نہیں یہ بات عام لوگوں کی سمجھ میں آتی ہے۔---

جناب قائم مقام چیئرمین: میڈم سن تولیں۔

راجا پرویز اشرف: افسوس تو یہی ہے کہ ہم ایک دوسرے کی بات نہیں سنتے۔ دیکھیں میں خود ایک political worker ہوں۔ محترمہ میری بات یہ ہے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: میڈم سن تولیں۔آپ نے اپنا point کر لیا ہے اب ان کا جواب سن لیں۔

راجا پرویز اشرف: افسوس تو یہی ہے کہ جب ہم ایک دوسرے کی بات نہیں سنتے لیکن میں خود ایک political worker ہوں میں بھی points scoring کرتا ہوں لیکن آج میں ہاتھ باندھ کر آپ کو کہتا ہوں۔پہلے مسئلہ تو سمجھیں یہاں پر کھڑے ہو کر یہ کہہ دیا گیا کہ بجلی ہے لیکن ہم حاصل نہیں کر رہے ہیں۔یہاں تو کہہ رہے ہیں کہ یہ ہے ہی جھوٹ، بجلی تو موجود ہے۔سسٹم سے ہم نہیں نکال رہے ہیں circulate debt کی بات کرتے ہیں تو جب جس دن میں دفتر گیا تو چار سو ارب روپے circulate debt تھا۔۔آپ سن لیں ذرا مہربانی فرمالیں اور بھی بہت سے مسائل ہیں بحیثیت قوم ہم نے دیکھنا ہے تو overall picture کو دیکھنا پڑے گا۔ جناب والا! اب صورت حال یہ ہے کہ اس سال پانی کی بھی کمی ہے۔36% پانی نہیں ہے پچھلے سال آج کے دن آپ کے پاس پانچ لاکھ ملین ایکڑ feet ہمارے reservoirs میں تھا آج نہیں ہے۔آج آپ کے reservoirs run of the river چل رہے ہیں ادھر سے پانی آرہا ہے۔ادھر سے نکل رہا ہے storage نہیں ہے اب یہ قدرت کا نظام ہے۔ گرمی زیادہ ہے۔ اب سارا load جو تھا ہمارا ہائیڈل نہیں ہے تو یقینی طور پر وہ تیل پر چلے گا اور گیس ہمیں available نہیں ہے۔آج ہماری گیس کی جو requirement ہے وہ دیکھ لیں میں رپورٹ لے کر آیا ہوں کہ ہماری zero availability ہے۔ No gas availability in northern system ہمارے جتنے پلانٹ ہیں تو یہ ایک مشکل ہے یہ ایک مصیبت ہے۔چلیں، اس کو کوئی سیاسی رنگ دینے کی کوشش کریں۔ ٹھیک ہے۔میں یہی عرض کرتا ہوں کہ میڈم میں آپ سے agree کرتا ہوں۔ Honourable member, I agree with you that the most expensive electricity is the one which we do not have. جو ہمارے پاس نہیں ہے اس کو حاصل کرنے کے لیے ہم تگ و دو کر رہے تھے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے plans ہیں

ابھی ہماری IPPs delay ہو گئی ہیں جناب والا! اس دہشت گردی نے ہمیں کہیں کا نہیں رکھا جتنے بھی EPC contractors باہر سے آتے ہیں۔ ان کو travelling advisory ملی کہ آپ وہاں جانا چھوڑ دیں۔ اب ایک طرف تو یہ پوزیشن تھی کہ وہ آکر چلے گئے اور دبئی میں رک گئے اور IPPs بیٹھے رہے کہ ایک دھماکا ہو جائے یا کسی جگہ پر کوئی حادثہ ہو جائے تو بھاگ جائیں اس سے بھی delay ہوئی ہے۔ یہاں جب کہا جا رہا تھا کہ رینٹل نہیں لگانے ہیں ابھی جو اجلاس adjourn ہوا تھا۔ Honourable member from Bolachistan in the National Assembly he got up and said کہ بلوچستان کا جتنا مسئلہ ہے وہ صرف اور صرف اس وجہ سے حل ہو سکتا ہے کہ وہاں دو رینٹل پاور پلانٹ دیئے جائیں۔ اب ہمیں بحیثیت قوم یہ سوچنا ہے۔ ٹھیک ہے ہم ایک دوسرے کے خلاف points scoring کریں points win کرنے کی کوشش کریں arguments win کرنے کی کوشش کریں۔ سیاست کی خوبصورتی یہی ہے لیکن جب national issues and problems کی بات ہو national challenges کی بات ہو تو پھر ہم نے اس میں time ضائع کر دیا ہے میں صرف آپ سے یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ the Government is fully alive to this situation we are aware of the problems ہم دن رات اس کے اوپر کام کر رہے ہیں ہماری یہ بھی خواہش ہے کہ یہ energy mix جو ہے اس کو بہتر نظام کے اندر لے کر جایا جائے۔ جہاں یہ imbalance نہ ہو اس کو balance کیا جائے۔ صحیح طریقہ یہ تھا آج سے 20/22 سال پہلے پاکستان میں 65% ہائیڈل ہمارے پاس تھی۔ 35% اور 25% گیس پر تھے تو بجلی مہنگی نہیں تھی۔ اب بجلی مہنگی اس لیے ہے۔ جناب چیئرمین! میں آپ سے یہ بھی عرض کر دوں کہ 55 ارب روپے دینے کے بعد اور 15 ارب روپے کراچی کو دینے کے بعد، فاٹا کا دس ارب روپیہ اپنے ذمے لینے کے بعد اس کے باوجود ایک gap ہے۔ تین چار مہینے کے بعد circulate debt وہ create کرتا ہے۔ آخر ان مسائل کا حل ہم نے ڈھونڈنا ہے۔ اس کے لیے ہمیں energy mix کو بہتر بنانا ہے اس کے لیے سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ یہ جو strategic dialogues کی بات کر رہے ہیں Let me assure you۔ کہ ہمارے ایجنڈے پر No 1 جو چیز ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمیں کسی اور چیز کی ضرورت ہو یا نہ ہو ہمارا یہ جو energy sector ہے اس کو بہتر ہونا چاہیے۔ ہمیں کسی نے support کرنا ہے یا help کرنا ہے کچھ کرنا ہے تو energy sector میں کریں لیکن اس کے لیے بھی quick fix نہیں ہے۔ یہاں ہمارے ایک بھائی نے کیسی غلط perception پیش کی ہے۔

یہاں میرے ایک بھائی کا یہ خیال تھا کہ ایران سے ہم بجلی نہیں لے رہے ہیں۔ خدا نخواستہ ہم اتنے ہی کوڑھ مغز لوگ ہیں یا اس ملک سے محبت کرنے والے لوگ نہیں ہیں یا یہ ہمارا ملک نہیں ہے یا ہمیں عوام سے ہمدردی نہیں ہے جن کے ووٹ لے کر ہم آتے ہیں کیسے کوئی یہ سوچ سکتا ہے لیکن اصلی صورت حال میں نے آپ کو بتا دی ہے کہ وہ ایک project ہے۔ اسی طرح بہت سی misperceptions ہیں۔ جناب چیئرمین! آپ کے وساطت سے میں میڈیا سے بھی یہ گزارش کروں گا یہ ایک ہمارا national problem ہے۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہندوستان کو ڈیڑھ سو لاکھ میگاواٹ کی ضرورت ہے بہت وسیع ملک ہے۔ اس کے پاس 110 لاکھ میگاواٹ ہے۔ چالیس لاکھ میگاواٹ اس کے پاس نہیں ہیں۔ اس کے main cities کے علاوہ کسی گاؤں میں بجلی نہیں ہے۔ وہ دیتے ہی نہیں ہیں۔ وہ 12 سے لے کر 16 گھنٹے تک agriculture sector کو رات کے time protect کرتے ہیں۔ industries کو وہ roll on کرتے ہیں لیکن آپ ان کے میڈیا کو دیکھیں ان کو پتا ہے کہ کوئی ایک چیز گھر میں نہیں ہے۔ خدا نخواستہ بد قسمتی سے ہمارا یہ مسئلہ بن گیا ہے۔ جب تک وہ گھر میں آتی ہے تو ہم گھر کے برتن توڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ ہم ایک دوسرے کے خلاف لوگوں کو اکساتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ سیاست ہو رہی ہے۔ یہ ہماری بڑی بد قسمتی ہو گی اور یہ ایک پرانا مسئلہ آ رہا ہے اور ہم اس کو tackle کر رہے ہیں۔ میں نے نیشنل اسمبلی میں بھی کہا اور یہاں بھی کہتا ہوں جناب یہاں آئیں مجھے کوئی شخص بتائے کہ یہ رستہ ٹھیک نہیں ہے یہ ہے اس سے مسئلہ حل ہو گا میں religiously اس کے اوپر چلوں گا اور میں اس کا شکریہ بھی ادا کروں اور میں یہ اقرار کروں گا کہ ان صاحب نے مجھے یہ رستہ دکھایا خواہ وہ اپوزیشن سے ہوں کیونکہ یہ قوم کا مسئلہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک دوسرے پر points scoring کرنے والا مسئلہ نہیں ہے۔ میڈم! آپ کی بات سے میں کل بھی agree کرتا تھا اور آج بھی agree کرتا ہوں کہ سب سے مہنگی بجلی ہے جو ہمارے پاس نہیں اس کے حصول کے لیے کوشش کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم حالات کو بہتری کے طرف لے جائیں گے۔ ابھی دس بارہ دن کے اندر اندر پانی کی سطح بہتر ہونا شروع ہو جائے گی اب مشکل یہ بن گئی ہے کہ یہاں گرمی پڑ رہی ہے اور سکردو میں temperature اوپر نہیں جا رہا ہے۔ چھ، آٹھ گھنٹے کے لیے جاتا ہے پھر شام کے time ٹھنڈ ہو جاتی ہے تو ہم expect کرتے ہیں کہ دس پندرہ اپریل تک ہمارے جو پانی کے ذخائر ہیں ان کی پوزیشن بہتر ہو گی اور ہمیں بجلی ملنا شروع ہو جائے گی۔ ہمارے کچھ اور projects جو delay ہیں وہ بھی اپریل کے مہینے میں انشاء اللہ تعالیٰ آجائیں گے تو صورت حال بہتری کی طرف جا

رہی ہے اور کچھ ایسے اقدامات اٹھ رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! ہمارے جتنے پرانے plants تھے ہم ان کو refurbish کر رہے ہیں ہم چاہ رہے ہیں کہ ان کی جو last اور capacity lost dreaded ہے وہ واپس لے کر آئیں۔ ہر ایک محاذ پر کوشش جاری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ بہتری آئے گی۔ تھوڑا سا صبر کرنا چاہیے اور اس میں کوئی quick fix ہے نہیں ورنہ ہم سب سے پہلے وہی کرتے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ، یہ تھوڑا سا business کو آگے بڑھنے دیں۔ ہاؤس میں سارے ممبرز تو غنودگی میں ہیں۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب چیئرمین! منسٹر صاحب کی تقریر دردمندانہ تھی۔ ہم اس کو قبول کرتے ہیں مگر میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ایران والی جو بات آرہی ہے۔ اس کی وجہ سے یہ confusion ہے کل کی DAWN دیکھیں تو اس میں سفیر کا ایک statement آیا تھا کہ ہم بجلی دینا چاہتے ہیں پاکستان میں ہم سے کوئی بات نہیں کر رہا تھا۔ ہم نے ان سے MOU sign کیا ہے اب ہم سے بجلی نہیں لے رہے ہیں۔ پھر انہوں نے کہا کہ ہم ترکی کو دے رہے ہیں پتا نہیں فلاں ملک کو دے رہے ہیں، قطر بھی ہم سے مانگ رہا ہے تو پاکستان لے کیوں نہیں رہا؟ اس کی وجہ سے confusion ہے۔

راجا پرویز اشرف: میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ Statement like this has come. I will welcome sir اگر بغیر بجلی کی تاروں کے کوئی ہمیں بجلی دے سکتا ہے بغیر infrastructure کے تو آپ ابھی بندوبست کریں میں تو رات کو لینے کے لیے تیار ہوں۔ ایسی بات نہیں۔۔۔

(مداخلت)

راجا پرویز اشرف: میں عرض کر رہا ہوں لیکن سسٹم میں 660 KV کی جو لائن ہے۔ وہ تھوڑی سی ٹیکنیکل بات ہے۔ وہ گوادر ایریا کے لیے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس سے زیادہ لے سکتے تو بہت تھوڑی مقدار میں لے سکتے ہیں جو ہم offer کر چکے ہیں۔ ہم نے ان سے request کر دی ہے کہ جتنا وہ لائن لے سکتے ہیں وہ ہمیں فوری دے دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ، وہ کرتے ہیں راجا صاحب آپ کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔ حاصل بزنجو صاحب نے جو مسئلہ اٹھایا ہے۔ حکمرانوں کی privileged class کے لیے عوام کا جو

پیغام ہے کہ ان دونوں classes کو کفارہ ادا کرنا چاہیے - یہ نوبت آ گئی ہے - تو یہ اپنی جگہ ہے - before I adjourn the House جو ممبرز کی سکیموں کی فائلیں ہیں advisor نے چھپائی ہوئی ہیں - نیر بخاری صاحب اگر میں آج اس سیٹ پر نہ بیٹھا ہوتا تو میں، جیسے چنیوٹ میں ہوتا ہے، تو وہی ان کے ساتھ کیا جائے - ٹھیک ہے چلیں ہم وہ نہیں کہتے ہیں لیکن آپ ان کو ذرا سختی سے کہیں- پرائم منسٹر کے order کے بعد بھی 84 files پڑی ہیں - ایسے افسروں کو تو آپ منسٹری سے فارغ کر دیں -

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, the concerned officer would be summoned.

جناب قائم مقام چیئرمین: بالکل- کاش ہم عوامی ہوتے- اس میں چنیوٹ کا تھانیدار ہوتا-

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: دوسری بات یہ ہے کہ it is very unfortunate منسٹر صاحب نے جو کہا اور یہ تجویز بھی آئی تھی کہ اسے کیبنٹ میں لے جایا جائے لیکن I assure this House...

جناب قائم مقام چیئرمین: پرائم منسٹر کے آرڈر ہیں، پارلیمانی حکومت ہے-

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: I assure this House that officers would be summoned.

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ- میڈم! adjourn کریں؟

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جی adjourn کریں-

سینیٹر گلشن سعید: راجا صاحب، بجلی جہاں سے ملتی ہے، بازار سے ملتی ہے، کرائے پر ملتی ہے، دکان سے ملتی ہے، اس قوم کو بجلی ضرور دیں- میں scoring نہیں کر رہی-

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. We adjourn the House for 24th March till 5.00 pm.

[The House was then adjourned to meet again on Wednesday 24th March, 2010 at 5.00 pm]